ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

31

5 تا 11 ذوالقعدہ 1437ھ/9 تا 15 اگست 2016ء

اس شمارے میں

نوشتۂ دیوار

نزولِ قرآن کا شفاف نظام

طوفانِ ہوس لے ڈوبا

غلامی سے غلامی تک

پاکستان کے حالات اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل

نبی کریم ﷺ بحیثیت مبلّغِ اعظم

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

درست رویہ

قرآن حکیم کا موضوع انسان ہے‘ اس اعتبار سے کہ اس کی حقیقی فلاح (کامیابی) اور خسران (ناکامی) کس چیز میں ہے“۔ یہ انسان کے موضوعِ قرآن ہونے کا نتیجہ ہے کہ قرآن میں جابجا اہل حق کو ”اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ“ یعنی ”یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ کی نویدِ جانفزا اور اہلِ باطل کو ”اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ“ یعنی ”یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں“ کی وعیدِ روح فرسا سنائی گئی ہے۔

قرآنِ حکیم انسان کی رہنمائی کے لیے نازل ہوا۔ اِس کا پیغام یہ ہے کہ ظاہر بینی‘ قیاس آرائی‘ ظن وتخمین یا خواہشِ نفس کی غلامی کے تحت انسان نے اللہ‘ نظامِ کائنات اور خود اپنی ہستی اور دنیوی زندگی کے متعلق جو نظریات قائم کیے ہیں اور ان نظریات کی بنا پر جو رویے اختیار کر لیے ہیں‘ وہ حقیقتِ نفس الامری کے لحاظ سے غلط اور نتیجے کے اعتبار سے خود انسان کے لیے تباہ کن ہیں۔ حقیقت وہ ہے جو انسان کو خلیفہ بناتے وقت اللہ نے خود بتا دی تھی‘ اور اس حقیقت کے لحاظ سے انسان کے لیے وہی رویہ درست اور اچھے انجام تک پہنچانے والا ہے جو اللہ کی ہدایت پر مبنی ہو۔

مولانا صدرالدین الرفاعی

الھدیٰ (718)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مال اور اولاد پر فخر نہیں کرنا چاہیے

سُورۃُ الکَھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:33, 34

کِلۡتَا الۡجَنَّتَیۡنِ اٰتَتۡ اُکُلَہَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡہُ شَیۡئًا ۙ وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَہُمَا نَہَرًا ﴿۳۳﴾ وَّکَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ اَنَا اَکۡثَرُ مِنۡکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾

آیت ۳۳ ﴿کِلۡتَا الۡجَنَّتَیۡنِ اٰتَتۡ اُکُلَہَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡہُ شَیۡئًا ۙ﴾ ’’دونوں باغات اپنا پھل خوب دیتے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرتے تھے‘‘

وہ دونوں باغات ہر سال موسم کے مطابق خوب پھلتے تھے اور ان کی پیداوار میں کبھی کوئی کمی نہیں آتی تھی۔ ان باغوں کا مالک شخص سالہا سال سے ان کی پیداوار سے مسلسل فائدہ اٹھاتے اٹھاتے انہیں دائمی سمجھ بیٹھا اور وہ بالکل ہی بھول گیا کہ یہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور اجازت ہی سے ممکن ہے۔

﴿وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَہُمَا نَہَرًا ﴿۳۳﴾﴾ ’’اور ہم نے جاری کر دی تھی ان کے درمیان ایک نہر۔‘‘

ان دونوں باغوں کے بیچوں بیچ ایک نہر بہتی تھی۔ گویا ان کی آب پاشی کا نظام بھی مثالی تھا۔

آیت ۳۴ ﴿وَّکَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ﴾ ’’اور اُس کے لیے پھل بھی تھا۔‘‘

اس کا ایک مفہوم تو یہی ہے کہ جب ان دونوں کا آپس میں مکالمہ ہو رہا تھا اُس وقت وہ دونوں باغات پھلوں سے خوب لدے ہوئے تھے‘ جبکہ دوسرا مفہوم جو میرے نزدیک راجح ہے‘ یہ ہے کہ اُس شخص کو اللہ نے اولاد بھی خوب دے رکھی تھی۔ اس لیے کہ انسان کے لیے اس کی اولاد کی وہی حیثیت ہے جو کسی درخت کے لیے اس کے پھل کی ہوتی ہے۔

﴿فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ اَنَا اَکۡثَرُ مِنۡکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾﴾ ’’تو کہا اُس نے اپنے ساتھی سے ——— اور وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے ——— کہ میں تم سے بہت زیادہ ہوں مال میں اور بہت بڑھا ہوا ہوں نفری میں۔‘‘

یہاں جس فخر سے اُس شخص نے اپنی نفری کا ذکر کیا ہے اس کے اس انداز سے تو ﴿وَّکَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ﴾ کا یہی ترجمہ بہتر محسوس ہوتا ہے کہ اُس شخص کو اولاد خصوصاً بیٹوں سے بھی نوازا گیا تھا۔

فرمان نبویؐ

فخر انسانی عظمت کے منافی

عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَبْغِیَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ)) (رواہ مسلم)

حضرت عیاض بن حمار ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے مطلع فرمایا ہے کہ تواضع و خاکساری اختیار کرو تاکہ نہ ایک دوسرے پر کوئی ظلم کرے، اور نہ باہم ایک دوسرے پر فخر و مباہات کا اظہار کرے۔‘‘

انسان خاک کا پتلا ہے اور خاکساری اختیار کرنے میں اس کی عظمت ہے۔ قرآن میں ہے: ’’اللہ یقیناً مغرور اور خود پسند بندے کو پسند نہیں فرماتا۔‘‘ (النساء:36) خود پسندی اور غرور تو انسانی شرف و عظمت کے منافی ہے۔ عجز و خاکساری میں عظمت اور فخر و غرور میں تباہی ہے۔ تکبر نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اے اللہ! ہمیں متکبرین کے زمرے سے نکال کر محسنین کے طبقہ میں شامل فرمادے۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوشتۂ دیوار

کیا پاکستان کی دیسی اور نرالی جمہوریت پھر کسی سانحہ سے دوچار ہونے کو ہے۔ کراچی میں رینجرز کو مختار اور اندرون سندھ بے اختیار کرنے کے پاکستان پیپلز پارٹی کے مطالبے کو مرکز کے تسلیم کرنے کا آخر کیا مطلب ہے؟ کراچی سے بھاگ کر اندرون سندھ جانے والا ملزم یا مجرم اسٹیبلشمنٹ کا منہ چڑا رہا ہوگا اور کہہ رہا ہوگا: Catch me if you can۔ کیا یہ محض ایک قیمت ہے جو نواز شریف نے پی پی پی کو پانامہ لیکس میں اپنی مخالفت ٹھنڈی میٹھی کرنے کے لیے ادا کی ہے یا معاشی دہشت گردی کے عنوان سے سیاست دانوں کی گردنوں کی طرف ہاتھ بڑھانے والی اسٹیبلشمنٹ کو پیچھے دھکیلنا بھی مقصود ہے۔ پھر یہ کہ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں مشرف کا نام لے کر فوج کو کوسنا چہ معنی دارد؟ جبکہ خود نواز حکومت میں کم از کم آٹھ ایسے افراد شامل ہیں جو مشرف کے مقربین کا درجہ رکھتے تھے۔ کل کیا ہونے والا ہے یہ تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم تو آثار دیکھ کر اور معروضی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ایک اندازہ بتا سکتے ہیں اور وہ یہ کہ سیاسی اور عسکری قیادتوں کے اختلافات اس درجہ تک پہنچ چکے ہیں جسے point of no return کہتے ہیں۔ ہم اگرچہ اس حکومت خصوصاً میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کی تین سالہ کارکردگی کو انتہائی مایوس کن سمجھتے ہیں لیکن کوئی فوجی حکومت یعنی مارشل لاء اس زہر کا تریاق نہیں ہے۔ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوا مرض کو بڑھاتی چلی جائے گی۔ اولاً اس لیے کہ اصول یہ ہے کہ جس کا کام اُسی کو ساجھے اور ثانیاً ہمارا تجربہ اور تاریخ بتاتی ہے کہ مارشل لاء کے آغاز میں تو خوب ترقی ہوتی ہے لیکن بعد ازاں ایک طوفان اٹھتا ہے جو سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے اور ہم کئی عشرے پیچھے جا گرتے ہیں۔ یہ سیڑھی اور سانپ کا کھیل 1958ء سے جاری ہے لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ حکمران خاندان کو کھلی چھٹی دے دی جائے اور وہ آنے والے حکمرانوں کے لیے راستہ ہموار کر دیں کہ جتنی چاہو لوٹ مار کرو حکمرانوں کا کچھ نہیں بگاڑا جا سکتا ہے۔ یہ ٹرینڈ تباہ کن اور ہلاکت خیز ہے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ نواز شریف زبان سے کہتے ہیں کہ میں نے خود کو احتساب کے لیے پیش کر دیا ہے اور عملاً اس حوالہ سے کوئی پیش رفت ہونے نہیں دے رہے۔ خود ٹی او آرز (T.O.R,S) بنائے تو وہ ایسے مضحکہ خیز تھے کہ سیاست دانوں نے تو جو کہا سو کہا چیف جسٹس سپریم کورٹ نے ایسے ٹی او آرز (T.O.R,S) کو بنیاد بنا کر جوڈیشل کمیشن بنانے سے معذرت کر لی۔ اب اپوزیشن کے ساتھ

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
5 تا 11 ذوالقعدہ 1437ھ جلد 25
9 تا 15 اگست 2016ء شمارہ 31
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

T.O.R,S بنانے میں ڈیڈ لاک آ چکا ہے بلکہ بقول شخصے ڈیتھ لاک آ چکا ہے۔ نیب ایف آئی اے یا کوئی دوسرا ادارہ اس حوالہ سے حرکت میں نہیں آ رہا۔ یہاں تک کہ ملک افراتفری کا شکار ہوتا نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ عمران خان ایک بار پھر سڑکوں پر آنے کے لیے پر تول رہے ہیں اور طاہر القادری تحریک قصاص کے لیے میدان میں کودنے والے ہیں لیکن ہماری عدالت عظمیٰ از خود نوٹس نہیں لے رہی۔ ایک پاکستانی کے لیے یہ انتہائی اہم سوال ہے کہ کرپشن کا ایک بہت بڑا سکینڈل جو عالمی سطح پر ظہور پذیر ہوا ہے جس میں ظاہر ہے حکمرانوں کے کسی پاکستانی سیاسی حریف کا کوئی ہاتھ نہیں ہو سکتا اور جس کے بارے میں حکمران خاندان کے لوگ متضاد بیان دے رہے ہیں۔ وزیر داخلہ چودھری نثار اہل خاندان سے بالکل مختلف اور متضاد موقف اختیار کر رہے ہیں۔ اور سب مہربان جتنی وضاحتیں پیش کر رہے ہیں اُن سے مزید الجھاؤ پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہر غیر جانبدار شخص محسوس کر رہا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ تو کیا ایسی واضح صورتِ حال میں بھی زبان بند کر لی جائے اور کوئی احتجاج نہ کیا جائے۔ کیا اس سے کرپشن کا کینسر قومی جسد کے لیے تباہ کن ثابت نہ ہوگا دوسرے احتجاج کرنے والے طاہر القادری کے نظریات ہی نہیں اُن کی شخصیت سے بھی سخت ترین اختلاف ہو سکتا ہے لیکن بہر حال چودہ (14) انسان مار دیئے گئے تھے؛ جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں، گزشتہ دو سال سے ملزمان کے خلاف کوئی عملی کوئی عدالتی پیش رفت سامنے نہیں آئی۔ یوں محسوس ہوتا ہے یہ انسان نہیں کیڑے مکوڑے تھے جو مسل دیئے گئے۔ حالانکہ خود وزیر اعلیٰ پنجاب کے بنائے ہوئے انکوائری کمیشن نے صوبائی حکومت کے ایک وزیر اور وزیر اعلیٰ کو قتل عام کا ذمہ دار ٹھہرایا دیا تھا لیکن اِس رپورٹ کو دبا لیا گیا۔ یقیناً سوچنے کا مقام ہے کہ کیا حکمرانوں کی ایسی دہشت گردی پر خاموش رہ کر مستقبل کے حکمرانوں کو بھی ایسے قتل عام کا جواز مہیا کر دیا جائے؟

دوسری طرف منظر یہ ہے کہ امریکہ افغانستان کے حوالہ سے جس طرح مزید پاکستان کو استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن فوج شاید کسی ڈو مور کی متحمل نہیں ہو رہی اس لیے کہ مشرف افغانستان کے حوالہ سے امریکہ کے آگے جو سجدہ ریز ہوئے تھے اُس نے ہر ہر لحاظ سے اور ہر ہر شعبہ میں پاکستان کو تباہ و برباد کر دیا۔ پھر یہ کہ پاکستان نہ تو ایٹمی اثاثہ جات لپیٹنے پر تیار ہو رہا ہے اور نہ چین کے محاصرے کے حوالہ سے امریکہ کی ڈکٹیشن قبول کر رہا ہے لہٰذا امریکہ پاکستان کو سبق سکھانے پر تُلا ہوا ہے۔ اِس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کا ازلی اور ابدی دشمن بھارت امریکہ کی گود میں جا بیٹھا ہے اور پاکستان سے تاریخی بدلہ لینے کے عوض بھارت کوئی بھی قیمت ادا کر سکتا ہے لہٰذا وہ سی پیک جسے پاکستان کے حوالہ سے گیم چینجر کہا جا رہا ہے اُس پر فیصلہ کن ضرب لگانے کے لیے دونوں ممالک میدان میں آ چکے ہیں۔ افغانستان میں امریکہ میڈ کٹھ پتلی حکومت اپنے ملک میں ہونے والی ہر برائی پاکستان کے سر تھوپ رہی ہے اور خود ٹی ٹی پی اور دوسرے پاکستان دشمن عناصر کے ذریعے پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کی مرتکب ہو رہی ہے۔ اُدھر ایران پاکستان کے دوستوں کی فہرست سے نکل کر دشمن کی صف میں کھڑا ہو چکا ہے۔

گویا عمران خان یا طاہر القادری کی تحاریک کے نتیجہ میں ملک میں داخلی سطح پر اگر کوئی بدامنی یا کسی طرح کے عدم استحکام کی صورت پیدا ہوتی ہے تو خارج میں خطے کے ممالک بھارت، افغانستان اور ایران اور گلوبل سطح پر امریکی اور اُس کے حواری ممالک پاکستان کی اندرونی صورت حال کا بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے تیار نظر آتے ہیں۔ لہٰذا اہل پاکستان ایک تذبذب کی کیفیت میں ہیں ادھر کھڈ اُدھر کھائی ہے۔ اگر حکمرانوں کی کھلی کرپشن اور قتل وغارت پر خاموشی اختیار کریں تو یہ مستقبل کے حوالہ سے ملک کی جڑوں پر کلہاڑا چلانے کے مترادف ہے اور اگر حکمرانوں کو راہ راست پر لانے کے لیے میدان میں نکلیں تو مذکورہ بالا ممالک پاکستان سے دو دو ہاتھ کرنے کا کوئی موقع ضائع کرنے کے موڈ میں نظر نہیں آتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال نے اور صحیح تر الفاظ میں ہماری کرتوتوں نے ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ اب کریں تو کریں کیا، جائیں تو جائیں کہاں؟ تاریخ بتاتی ہے کہ منافقت کا نتیجہ ہمیشہ اِسی صورت میں نکلتا ہے۔ کیا ہم منافقت سے تائب ہونے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ کیا ہم صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کا عزم رکھتے ہیں؟ کیا ہم لا الٰہ الا اللہ ہی نہیں محمد رسول اللہ کے نعرے کی عملی تعبیر چاہتے ہیں اور اس کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنے کی سوچ رکھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پیشگی مبارک باد قبول کیجئے اور اگر حال مست اور مال مست ہی رہنا ہے تو انجام نوشتۂ دیوار ہے۔

نزولِ قرآن کا شفاف نظام

سورۃ التکویر کی آیات کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 22 جولائی 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم سورۃ التکویر کا مطالعہ کریں گے جو اپنے بعد والی سورت (سورۃ الانفطار) کے ساتھ مل کر ایک مضمون کی تکمیل کرتی ہے۔ دونوں کا آغاز بھی ایک ہی انداز سے ہو رہا ہے۔ اس مشابہت کی بناء پر دونوں کو ایک جوڑے کی حیثیت حاصل ہے۔ عام طور پر کسی بھی سورت کا نام اس کے کسی ایک لفظ سے لیا جاتا ہے لیکن سورۃ التکویر اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس کا نام پوری سورت میں اپنی اصل شکل میں نہیں آیا بلکہ پہلی آیت میں لفظ كُوِّرَتْ کے مصدر (تکویر) کو اس کا نام دیا گیا۔ دیگر مکی سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی آخرت کا ذکر نمایاں ہے لیکن ساتھ ہی حقیقت رسالت اور نبی اکرم ﷺ کے سچے رسول ہونے کے اعتبار سے بہت اہم آیات بھی شامل ہیں۔

اس سورت کا آغاز بہت زوردار اور ہلا دینے والا ہے۔

﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱﴾ ”جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔“

﴿وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲﴾ ”اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔“

﴿وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳﴾ ”اور جب پہاڑ چلا دیے جائیں گے۔“

آخرت کا تصور مشرکین مکہ کے ذہنوں سے محو ہو چکا تھا اور وہ دنیا کی زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ رہے تھے۔ لہٰذا ان کے ذہنوں کو جھنجھوڑنے کے لیے قرآن مجید کا یہ ایک خصوصی انداز ہے کہ خبردار ہو جاؤ! یہ دنیا جسے تم بڑی پائیدار سمجھتے ہو، یہ سورج، چاند اور ستارے جنہیں تم مستقل سمجھ بیٹھے ہو اور یہ پہاڑ جن کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ انہیں اپنی جگہ سے کوئی ہلا نہیں سکتا۔ یہ سب کچھ ایک دن فنا ہو جائے گا۔

﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴﴾ ”اور جب گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔“

عربوں کا سب سے بڑا سرمایہ ہی اونٹ تھا۔ سفر کے حوالے سے بھی، سامان ڈھونے کے اعتبار سے بھی اور خاص طور پر تجارت کے حوالے سے بھی۔ کیونکہ عرب میں زراعت کا تو تصور محال تھا۔ تجارت ہی ان کا ذریعۂ معاش تھا اور تجارت کے لیے صحرا میں اونٹ سے زیادہ موزوں کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لیے عربوں میں اونٹ کی بہت قدر و قیمت تھی اور خاص طور پر العِشار (دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جس کے وضع حمل کا وقت بہت قریب ہو) عربوں کے ہاں بہت قیمتی سمجھی جاتی تھی اور وہ اس کی خصوصی حفاظت اور خدمت

مرتب: ابو ابراہیم

کرتے تھے۔ عربوں کے اس کلچر کے تناظر میں قیامت کی ہولناک کیفیت کی تصویر دکھائی گئی ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو تمہاری یہ قیمتی اونٹنیاں بھی لاوارث پھریں گی، تمہیں ان کا خیال تک ذہن میں نہیں آئے گا۔

﴿وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵﴾ ”اور جب وحشی جانور جمع کر دیے جائیں گے۔“

دیکھنے میں آیا ہے کہ جب زلزلہ آتا ہے یا کوئی آفت آتی ہے تو وہ موذی جنگلی جانور بھی سہم کر ایک جگہ اکٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں جو عام طور پر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی دہشت کے مارے خونخوار جانور جنگلوں سے نکل کر سہمے ہوئے اکٹھے کھڑے ہوں گے۔ انہیں ایک دوسرے کو کاٹنا یا ایک دوسرے سے بھاگنا بھول جائے گا۔

﴿وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶﴾ ”اور جب سمندر دہکا دیے جائیں گے۔“

اگلی سورت یعنی سورۃ الانفطار میں سمندروں کے پھاڑے جانے ﴿وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳﴾ کا ذکر ہے۔ ان دونوں آیات پر غور کریں تو یوں لگتا ہے کہ جب زمین کو کھینچ کر پھیلایا جائے گا ﴿وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳﴾ (الانشقاق) تو اس کی اندرونی تپش اوپر کی سطح پر آ جائے گی۔ چنانچہ دہکتے ہوئے لاوے کے عین اوپر سمندر اُبل رہے ہوں گے اور اس طرح سمندروں کا پانی بخارات بن کر ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔ واللہ اعلم!

﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷﴾ ”اور جب جانوں کے جوڑ ملائے جائیں گے۔“

یعنی پوری نسل انسانی کے مختلف افراد کی گروہ بندی کر دی جائے گی۔ یہ گروہ بندی لوگوں کے اعمال اور انجام کے حوالے سے ہوگی جیسے سورۃ النمل آیت 83 اور سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت 19 میں اہل جہنم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیے جانے کا ذکر آیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الحدید میں بھی ہم پڑھ چکے ہیں کہ مسلمانوں میں بھی ایک مرحلے پر تفریق ہو جائے گی۔ جو منافق ہیں وہ پیچھے رہ جائیں گے اور سچے اہل ایمان آگے ہوں گے اور درمیان میں ایک دیوار حائل کر دی جائے گی۔ آج دنیا میں تو سب اکٹھے ہیں۔ سچے مومن بھی اور منافق بھی سب مسلمان کہلاتے ہیں۔ مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی میں نام کی تفریق باقی ہے لیکن عملاً مغرب نے آسمانی ہدایت کو چھوڑ کر جو ابلیسی نظام اور کلچر کو اختیار کیا ہوا ہے، ساری دنیا اسی کی دلدادہ ہے اور مسلمانوں کی عظیم اکثریت بھی اسی کلچر کو اپنائے ہوئے ہے۔ لیکن روز محشر سچے مومن، منافق، کافر اور مشرک سب کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔ اس آیت کا ایک مفہوم یہ بھی لیا گیا ہے کہ جب جانیں جسموں کے ساتھ جوڑ دی جائیں گی۔

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾﴾ ''اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔''

﴿بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾﴾ ''کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی؟''

قبائلِ عرب میں وہ شخص زیادہ مضبوط اور صاحب حیثیت متصور ہوتا تھا جس کے زیادہ بیٹے ہوتے تھے جبکہ لڑکیوں کو بوجھ اور کمزوری سمجھا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں بڑے تاجروں کے علاوہ زیادہ تر عرب مفلوک الحال تھے۔ پھر آخرت سے انکار بھی ایک وجہ تھی اور ان سب وجوہات کی بناء پر لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج پڑ گیا تھا۔ احادیث میں کئی واقعات مروی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے اپنے عہد جاہلیت کا ذکر کیا کہ میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت مانوس تھی اور جب میں اس کو پکارتا تھا تو دوڑی دوڑی میرے پاس آتی تھی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔ راستے میں ایک کنواں آیا اور میں نے اسے پکڑ کر کنویں میں پھینک دیا۔ اُس کی آخری آواز جو میرے کانوں میں پڑی وہ یہ تھی ''ہائے ابا ہائے ابا''۔ یہ سن کر حضور ﷺ رو پڑے اور آپؐ کے آنسو بہنے لگے۔ حاضرین میں سے کسی نے اس شخص کو ملامت کیا کہ تم نے یہ واقعہ کیوں سنایا کہ حضور ﷺ کو غمگین کر دیا۔ آپؐ نے کہا اچھا دوبارہ سناؤ۔ اس نے دوبارہ بیان کیا اور آپؐ اس قدر روئے کہ آپؐ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جاہلیت میں جو کچھ ہو گیا اللہ نے اسے معاف کر دیا۔

﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾﴾ ''اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔''

﴿وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾﴾ ''اور جب آسمان کی کھال اُتار لی جائے گی۔''

یعنی آسمان پر سے پردہ اُٹھا دیا جائے گا اور اس کے وہ سب رموز اور مناظر جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ تھے ان پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اس سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ آسمان اس دن کھال اُترے ہوئے کسی جانور کے جسم کی طرح سرخ نظر آئے گا' جیسا کہ سورۃ الرحمٰن کی اس آیت میں بھی بتایا گیا ہے: ﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَۃً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾﴾ ''پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور ہو جائے گا گلابی' تیل کی تلچھٹ جیسا۔''

﴿وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾﴾ ''اور جب جہنم دہکائی جائے گی۔''

﴿وَاِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾﴾ ''اور جب جنت قریب لے آئی جائے گی۔''

ان تیرہ آیات میں قیامت کے دن کی مختلف کیفیات کا ذکر کرنے کے بعد جو اہم اور اصل بات بتانا مقصود ہے وہ یہ ہے:

﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾﴾ ''(اُس دن) ہر جان جان لے گی کہ اس نے کیا کچھ حاضر کیا ہے۔''

یعنی ہر انسان کے تمام اعمال کی پوری تفصیل اس کے سامنے آ جائے گی۔ جہنم بھی موجود ہو گی اور جنت بھی اور انہیں سب معلوم ہو جائے گا کہ ہم کہاں پہنچنے والے ہیں۔

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾﴾ ''تو نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے' چلنے والے اور چھپ جانے والے ستاروں کی۔''

عرب عام طور پر سمندر یا صحرا میں رات کا سفر اختیار کرتے تھے۔ کیونکہ اس طرح ایک تو وہ دھوپ اور گرمی سے بچ جاتے تھے اور دوسرا اہم فائدہ یہ ہوتا تھا کہ وہ ستاروں اور سیاروں کی چالوں کی مدد سے اپنے راستوں کا تعین کر سکتے تھے۔ ورنہ صحرا یا سمندر میں بھٹکنے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ اس وجہ سے عربوں کو سیاروں اور ستاروں کی چالوں کا خاص مشاہدہ تھا۔ [وہ دیکھتے تھے کہ جیسے چاند نکلنے کے بعد اکثر پلٹ جاتا ہے اسی طرح نظام شمسی کے دوسرے سیارے عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری، زحل وغیرہ بھی سیدھا چلتے چلتے پھر پیچھے ہٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا زمین کے اپنے محور پر گردش کی وجہ سے محسوس ہوتا ہے ورنہ سیارے اپنے مدار میں ایک ہی سمت میں محوِ گردش ہیں۔ زمین سمیت تمام سیاروں کی اپنے اپنے مدار میں گردش کے باعث یہ سیارے ایک دوسرے کی اوٹ میں یا سامنے آ کر چھپتے دکھائی دیتے

پریس ریلیز 5 اگست 2016ء

مرکز نے سندھ میں رینجرز کے اختیارات کراچی تک محدود کر کے پیپلز پارٹی کو سیاسی رشوت دی ہے۔

مرکزی حکومت کا بارہویں جماعت تک طلبہ وطالبات کو ترجمے کے ساتھ قرآن پاک پڑھانے کا فیصلہ قابل تحسین ہے۔

حافظ عاکف سعید

مرکز نے سندھ میں رینجرز کے اختیارات کراچی تک محدود کر کے آصف علی زرداری کو سیاسی رشوت دی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نواز شریف جو پانامہ لیکس کی وجہ سے کارنر ہو چکے ہیں اُنہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے رینجرز کو اندرون سندھ معاشی دہشت گردی کے مرتکب لوگوں کو پکڑنے سے روک دیا ہے۔ عمران خان اور طاہر القادری کی طرف سے تحاریک چلانے پر تبصرہ کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اس سے ملک کی داخلی صورت حال جو پہلے ہی خراب ہے مزید بگڑ سکتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اس حوالہ سے پاکستانی قوم اس وقت عجیب مخمصے میں پھنسی ہوئی ہے، اگر وہ تحریک میں عمران خان اور طاہر القادری کا ساتھ دیں تو ملکی حالات بگڑ سکتے ہیں اور بیرونی دشمن اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اگر خاموشی اختیار کریں تو گویا وہ حکمران خاندان کو یہ لائسنس دے رہے ہیں کہ جتنی چاہو لوٹ مار کرو اور جتنا چاہو قتل وغارت کرو تمہارا احتساب نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں اس سے مستقبل کے حکمران بھی ناجائز فائدہ اٹھائیں گے۔ اُنہوں نے مرکزی حکومت کے اس فیصلے کی تائید اور تحسین کی کہ بارہویں جماعت تک طلبہ وطالبات کو ترجمے کے ساتھ قرآن پاک پڑھایا جائے گا۔ اُنہوں نے حکومت سے اپیل کی کہ وہ اس نیک کام کا آغاز جلد از جلد کریں اور اُن لوگوں پر کڑی نگاہ رکھیں جو ماضی میں ایسے احکامات کو سرخ فیتے کی نظر کر دیتے تھے۔ اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حکومت کو توفیق دے کہ وہ اپنے اس نیک ارادے پر قائم رہے اور اِسے جلد از جلد عملی جامہ پہنائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

ہیں اور کبھی ستارے ان کے پیچھے چھپ جاتے ہیں۔ عربوں کے اسی تصور کو مدنظر رکھتے ہوئے شاید اللہ تعالیٰ نے یہاں ان ستاروں کی قسم کھائی ہے۔ مرتب: ابو ابراهیم]

﴿وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ﴿۱۷﴾﴾ ”قسم ہے رات کی جب وہ روانہ ہونے لگے۔“

﴿وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾﴾ ”اور صبح کی جب وہ سانس لے۔“

آج کے انسان کو صبح صادق کی سحر انگیزی کا شاید اتنا اندازہ نہ ہو لیکن عرب بہرحال صحرا کے رہنے والے تھے اور کھلی فضا میں فطرت کے ساتھ ہم آہنگی رکھنے کی وجہ سے ان چیزوں کی حقیقت کو زیادہ سمجھتے تھے۔ ان تمام چیزوں کی قسم کھا کر جس چیز کی اہمیت اُجاگر کرنا مقصود تھا وہ یہ ہے:

﴿اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ﴿۱۹﴾﴾ ”یقیناً یہ (قرآن) ایک بہت باعزت فرشتہ عالی مقام کا قول ہے۔“

یہاں ”رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ“ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ یہ آیت قبل ازیں سورۃ الحاقہ میں بھی (آیت: 40) آچکی ہے اور وہاں ”رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ“ سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سورۃ الحج (آیت 75) میں فرمایا گیا ہے: ﴿اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ﴾ ”اللہ چن لیتا ہے اپنے پیغامبر فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی“۔ چنانچہ فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو چُنا اور انسانوں میں سے حضرت محمد ﷺ کو اور یوں ان دو ہستیوں کے ذریعے سے ”رسالت“ کا سلسلہ تکمیل پذیر ہوا۔

یہاں ایک نہایت حساس موضوع زیر بحث ہے کہ قرآن مجید جو انسانیت کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے اُترا ہے وہ اتنے محفوظ ہاتھوں میں اور معتبر ذرائع سے اُترا ہے کہ اُس میں ردوبدل کا شک تک نہیں کیا جاسکتا۔ غیب کی خبریں دینے والے وہاں پر کاہن بھی ہوتے تھے۔ جن پر جنات اُترتے تھے اور وہ جنات آسمانِ دنیا پر موجود فرشتوں (جن تک آئندہ کے حوالے سے اللہ کے فیصلے پہنچ چکے ہوتے تھے) سے سن گن لے کر، جو آدھی چوتھائی بات ان کو مل جاتی تھی اس کو لے کر اپنے چیلے کاہن، جوگیوں وغیرہ کو بتاتے۔ لیکن انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے اس میں شیاطین اپنی طرف سے بھی ملاوٹ کرتے تھے۔ پھر کاہن بھی لوگوں سے ”مال“ نکالنے کے لیے اس میں حسب ضرورت ملاوٹ کرتے تھے۔ لیکن آیت درج بالا کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ جو غیب کی خبریں لا رہے ہیں وہ اللہ کے انتہائی مقرب اور قابل اعتماد فرشتے کے ذریعے پہنچ رہی ہیں۔

﴿ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِى الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ﴿۲۰﴾﴾ ”جو (جبرائیل) بہت قوت والا ہے صاحب عرش کے نزدیک بلند مرتبہ ہے۔“

﴿مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ﴿۲۱﴾﴾ ”جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امانت دار بھی ہے۔“

یعنی وحی لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔ تمام فرشتے آپؑ کی اطاعت کرتے ہیں اور آپؑ امانت دار ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جوں کا توں انبیاء و رسل ﷺ تک پہنچاتے رہے ہیں۔ لہٰذا اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ وہ اللہ کے کلام میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی کریں۔

﴿وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴿۲۲﴾﴾ ”اور تمہارے یہ ساتھی (محمد ﷺ) کوئی مجنون نہیں ہیں۔“

یعنی دوسری طرف وحی وصول کرنے والے بھی تمام انسانوں میں سے افضل ترین انسان ہیں جو اپنے کردار اور اخلاق کے لحاظ سے بلند ترین درجے پر فائز ہیں۔ ان کے مخالفین انہیں صادق اور امین کہتے ہیں۔ نہ کہ یہ کوئی مجنون شخص ہیں جن پر جنات اُترتے ہیں (معاذ اللہ)، نہ یہ کاہن ہیں کہ جنات کی ملاوٹ شدہ خبریں سناتے ہیں بلکہ آپؐ پر تو فرشتوں میں سے بھی سب سے زیادہ دیانتدار، معزز اور معتبر فرشتے وحی لے کر نازل ہوتے ہیں۔

﴿وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲۳﴾﴾ ”اور انہوں نے دیکھا ہے اس کو کھلے اُفق پر۔“

یعنی آپ ﷺ نے جبریلؑ کو کھلے اور روشن اُفق پر اپنی آنکھوں سے دیکھا بھی ہے اور اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہے کہ نزول وحی کے راستے میں کہیں خلا ہے یا اس کے چوری ہونے یا ملاوٹ ہونے کا خدشہ ہے بلکہ:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ﴿۱۹۳﴾﴾ ”اُترے ہیں اسے لے کر روح الامینؑ“ ﴿عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾﴾ ”آپؐ کے دل پر تاکہ آپؐ ہو جائیں خبردار کرنے والوں میں سے۔“ (الشعراء)

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ﴿۲۴﴾﴾ ”اور وہ غیب کے معاملے میں حریص یا بخیل نہیں ہیں۔“

کاہن پیسے لے کر سچی جھوٹی خبریں لوگوں کو بتایا کرتے تھے اور اس بناء پر لوگوں کو لوٹ کر اپنا کاروبار چمکاتے تھے۔ لیکن آپؐ انسان کے اصل مستقبل کے حوالے سے حقیقی اور سچی خبریں بتا رہے ہیں، آخرت سے ڈرا رہے ہیں اور آخرت میں ناکامی سے بچنے کے راستے بتا رہے ہیں۔ مگر بدلے میں کوئی لالچ نہیں رکھتے۔ کاہنوں کو جب تک نذر نیاز نہ دی جائے تب تک وہ کچھ نہیں بتاتے۔ مگر آپؐ کچھ بھی مانگے بغیر انسانیت کو فلاح اور دائمی کامیابی کے راستے بتا رہے ہیں۔ یعنی آپؐ بخیل بھی نہیں ہیں۔

﴿وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ﴿۲۵﴾﴾ ”اور یہ کسی شیطانِ مردود کا قول نہیں ہے۔“

شیاطین اپنی طرف سے جو خبریں کاہنوں کو سناتے تھے اور ان کی بنیاد پر کاہن اپنا کاروبار چمکاتے تھے۔ وہ اکثریت میں جھوٹی ثابت ہوتی تھیں۔ لیکن قرآن مجید کی کسی آیت میں کوئی خامی یا نقص کوئی نہیں نکال سکتا۔ عرب بھی اس بات کے گواہ تھے۔

﴿فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ﴿۲۶﴾﴾ ”تو تم کدھر چلے جا رہے ہو؟“

اہل عرب سے خطاب ہے کہ یہ سارے حقائق تمہارے سامنے ہیں۔ تمہارا دل بھی گواہی دے رہا ہے کہ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تم بے اختیار پکار اُٹھتے ہو کہ ہاں یہ انسانی کلام نہیں ہوسکتا۔ اگر تم سے کہا جاتا ہے کہ اس طرح کی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ تو بے بس ہو جاتے ہو۔ تو حقائق کا موازنہ کرو اور ذرا سوچو کہ تم اس کو چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو۔ یہ خطاب آج ہمارے لیے بھی ہے کہ قرآن کی تعلیمات کیا تقاضا کرتی ہیں اور قرآن ہمیں کس طرف بلا رہا ہے اور ہم جا کہاں رہے ہیں۔ آج ہم کس کی تہذیب، کس کا تمدن، کس کا نظام اپنائے ہوئے ہیں؟

﴿اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾﴾ ”نہیں ہے یہ مگر تمام جہان والوں کے لیے ایک یاددہانی۔“

قرآن مجید انسان کی فطرت میں پہلے سے موجود حقائق کی یاد تازہ کرتا ہے۔ دراصل انسان فطری طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات اور توحید کے تصور سے آشنا ہے' مگر دنیا میں رہتے ہوئے اگر انسان کی فطرت پر غفلت کے پردے پڑ جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ سورۃ الحشر کی آیت 19 میں ہے: ﴿وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنۡسٰٮهُمۡ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ﴾ کہ اے اہل ایمان! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں اپنے آپ سے ہی غافل کر دیا۔ چنانچہ قرآنی تعلیمات انسانی فطرت میں موجود ان تمام حقائق کو خفتہ (dormant) حالت سے نکال کر پھر سے فعال (active) کرنے میں اس کی مدد کرتی ہیں۔

﴿لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۹﴾﴾ ”ہر اس شخص کے لیے جو تم میں سے سیدھے راستے پر چلنا چاہے۔ اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔“

یعنی قرآن ہر اس شخص کے لیے یاد دہانی ہے جو ہدایت کا طالب ہو اور پورے خلوص سے چاہتا ہو کہ وہ گمراہی سے نکل کر ہدایت کے راستے پر آ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کا سچا طالب بنا دے۔ آمین!

❁❁❁

طوفانِ ہوس لے ڈوبا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دو خبریں بیک وقت سامنے آئیں۔ قوم کو مبارکباد دیتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ ٹیکس وصولی کا تاریخی ہدف حاصل ہوا۔ 3104 ارب نچوڑنے پر قوم کو خوشیاں منانے کی نوید دی گئی۔ ساتھ ہی یہ خبر بھی کہ سوئس بینکوں میں پاکستان کی رقم بھارت سے بڑھ گئی ہے۔ (اگرچہ دونوں ممالک کے حجم، آبادی، حکمرانوں کی تعداد کا فرق واضح ہے!) ہم کہیں تو بھارت کو پیچھے چھوڑ گئے! پاکستان سے آنے والی ان رقوم میں 16 فیصد اضافہ 2016ء میں بتایا گیا ہے۔ ان رقوم میں اضافے کی مدات تو بہت سی ہوں گی۔ تاہم ایک نئی نرالی مد یہ بھی ہے کہ مقتدر شخصیات قوم کے گردے جگر فروخت کر رہی ہیں۔ یہ 40 لاکھ تا ایک کروڑ میں چین کو فروخت ہو رہے ہیں۔ یعنی گردے فروختند و چہ ارزاں فروختند! ہم نائن الیون کے بعد مشرقی پالیسیوں و مابعد پر بار بار لکھتے رہے۔ حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں! اب تو جگر کا پتا ہی کاٹ ڈالا۔ رپورٹ میں درج ہے کہ گاؤں کے گاؤں اپنے گردے چین کو فروخت کر چکے!

قائمہ کمیٹی برائے حقوق انسانی نے سختی سے نوٹس لینے کی بات کی ہے۔ یہاں تو حیوانی حقوق بھی میسر نہیں، نجانے وزارت انسانی حقوق، کن انسانوں کے نام پر بیٹھی روٹیاں توڑتی ہے۔ ہمالیہ سے اونچی سمندروں سے گہری دوستی میں سی پیک کے ساتھ اگر کچھ جگر گردے بھی پیک ہو کر جا رہے ہیں تو مضائقہ ہی کیا ہے۔ عوام کا کل اثاثہ جگر گردے ہی تو ہیں، سو وہی سہی۔ کم از کم قومی اثاثے بیچ کھانے سے تو بہتر ہے! عوام نے دریا تو نہیں بیچے۔ خودمختاری، آزادی، نظریہ تو نہیں بیچا۔ حکومت کو ٹیکس ادا کرنے اور ملک چلانے کو جو مال چاہیے تھا وہ اب اعضاء کی فروخت ہی کے ذریعے سہی! عوام کا حال تو یہ ہے کہ ہر قدم حکومت ٹیکس بٹورنے کو حاضر ہے۔ جوتا خریدے یا آئس کریم۔ بسکٹ کا ڈبا خریدے یا فون کارڈ۔ پہلے ہمارا حصہ نکالو کے حکم پر خوب نچوڑے اور بدمزہ کیے جاتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ مبارکباد بھی شہ سرخیوں کے ساتھ ہم ہی کو دی جا رہی ہے!

علاوہ ازیں ملک کا منظرنامہ یہ ہے کہ خبریں تحدید آبادی کے سلسلے کی بے شمار ہیں۔ (صفِ دشمناں کو خبر کرو!) روزانہ سڑکوں پر ہولناک حادثات کی خبریں، خودکشیاں اور غیرت کے نام پر قتل، جو بڑھ کر ملک بھر میں 3 گنا زیادہ ہو چکے ہیں۔ پہلے پڑھا کرتے تھے کہ غیرت ہمارے اسلاف کو تاج سردارا پہناتی تھی۔ مگر اب غیرت صرف آئے دن گھر سے بھاگی لڑکیاں اور ان کے عاشق قتل کرتی ہے۔ اسی میں خاندان برباد ہو گئے۔ اور ہم دارا ہائے دوراں کے گونگے بہرے غلام! پاکستان میں عورت کو بااختیار بنانے (Women Empowerment) کے نام پر میڈیا، نیٹ، موبائل، نجی تعلیمی اداروں، اشتہارات کی دنیا، شوبز، فیشن کی دنیا، ماڈلنگ کے حوالے سے جدتوں ترقیوں کی بے شمار منازل طے کی گئی ہیں۔

یہ مسلم معاشروں میں ابتری پھیلانے، مسلم عورت کا تشخص لوٹنے، تقدس تباہ کرنے کی بعد از نائن الیون فکری، نظریاتی جنگ ہی کا تسلسل ہے۔ اس پر مغرب نے بے پناہ پیسہ بہایا ہے۔ رینڈ کارپوریشن کے مقالوں نے جو ماڈریٹ مسلمان جنے تھے انہی کا حصہ یہ مردوزن ہیں جو غیرت کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ قندیل بلوچ کا المیہ نمایاں ترین مثال ہے۔ پی ٹی وی والے پرانے پاکستان میں محدود پیمانے پر دھیمے سروں میں جو پیغام فلموں ڈراموں سے چلتا تھا وہ میڈیائی دھاکے (Explosion) میں 78 چینلوں کے ذریعے یکایک 78 گنا رفتار سے ہماری تہذیب میں دخیل ہو گیا۔ اس پر تڑکا لیپ ٹاپ موبائل نے ہر ہاتھ میں پہنچ کر وسیع تر دنیا تک رسائی کا لگا دیا۔ سو اب والدین کی رضا کے آگے سر جھکاتی/جھکاتے نوجوان کہاں سے لائیں؟ اتنا صبر کیونکر ہو۔ خصوصاً تعلیمی اداروں میں بھی جب تعلیمی سرگرمیوں کا حاصل برائیڈل شوز ہو جائیں۔ اخبارات میں ٹریننگ ورکشاپوں کے حوالے سے آئے دن شریک ماڈلز (طالبات!) کی دلہنوں کی نازوانداز والی تصاویر نمایاں جگہ پائیں! یونیورسٹیاں عشق عاشقی کے کریہہ نظارے پیش کریں۔ بڑی نامور یونیورسٹیوں میں خوفناک، المناک سکینڈلز سر اٹھانے سے پہلے دبا دیئے جائیں۔ غیرت کا کما حقہ گلا گھونٹنے سے پہلے یہاں وہ بازار گرم کر دیئے گئے ہیں جن کی حدت سے خاندان پگھل رہے ہیں۔ معزز مہذب خاندانوں میں حرمتیں پامال کرنے والے سیاہ کارا مڈ آئے ہیں۔ داغ تو اچھے ہوتے ہیں کا اشتہار چلا چلا کر، بات کرو ساری رات، بلا روک ٹوک کی نصیحت فرما کر جو نتائج نکل رہے ہیں وہ پاکستان کو سیاہ دلدلوں میں دھکیل رہے ہیں۔ نوجوان، جو کسی بھی قوم کی متاع اور مستقبل کی ضمانت ہوتے ہیں یوں ہوش سنبھالنے، شعور آنے سے بھی پہلے بے موت مارے جائیں گے؟ باقی جو بچے وہ ون ویلنگ کی نذر......! مخلوط تعلیمی اداروں کی زہرناکی کا ادراک کرنے سے بھی ہمارے غلام پیشہ منصوبہ ساز عاری ہیں۔ پورا معاشرہ حرص وہوس کی آگ میں جھونک دیا گیا ہے۔ آہ بے چارے کے اعصاب پہ عورت ہے سوار...... کا ہیضہ اب ہر طبقے کو ہے۔ مثلاً یہ خبر کہ حساس ادارے کے ملازم نے دوسری شادی کی اجازت نہ ملنے پر (حساس ہو کر) 5 سالہ بیٹا نہر میں پھینک دیا۔ خاندان تباہ، بچے برباد، عورت کا تقدس، وقار داغدار۔

ادھر بھارت سے اٹھنے والی آواز کہہ رہی ہے......

ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا۔ راج ٹھاکرے پکار اٹھا: جرائم کنٹرول کرنے کے لیے بھارت میں شریعت نافذ کی جائے۔ مہاراشٹر نونرمان سینا کے سربراہ نے خواتین اور بچوں کے خلاف سنگین جرائم کنٹرول کرنے کے لیے اسلامی قوانین کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے معمول کے قانونی طریق کار پر فیصلے بہت دیر سے آتے ہیں جس سے مجرموں کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ شریعت صرف قانون نہیں لاگو کرتی، ایک مکمل پاکیزہ نظام حیات دیتی ہے۔ تمام قوانین خاندانی نظام کے تحفظ، عورت کی عصمت وتقدیس کی محافظت کے گرد گھومتے ہیں۔ اس کی آبیاری ایمان، تقویٰ، خدا خوفی، آخرت کی جوابدہی کے قوی عقیدے سے ہوتی ہے۔ نکاح آسان زنا ناممکن بناتی ہے۔ تجرد ناپسند کرتی ہے۔ (مغربی قوانین شادی کے لیے عمر 18 سال مقرر کرتے ہیں۔ البتہ

اولاد 13، 14 سال کی عمر میں پیدا کرنے کی ممانعت نہیں)۔

حیا، پردہ عورت کے تقدس و وقار کا محفوظ قلعہ ہے جو اسے اولین تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اختلاط کو مسجد نبوی ﷺ میں بھی گوارا، پسند نہ کیا گیا! اشاعت فحش پر دنیا و آخرت میں عذاب الیم کی وعید سنائی گئی۔ جس کے نتیجے میں قانون پیمرا کی طرح غضِ بصر اور منہ پرے فرما کر بیٹھا نہیں رہتا۔ ایسے تمام افعال قانون تعزیرات کی زد میں آتے ہیں، قرار واقعی سزا پاتے ہیں۔ عورت کی قیمت ماڈلنگ، اشتہارات، فیشن شوز میں ادا کرنے کا بھیانک خوابوں میں بھی تصور پایا نہیں جا سکتا۔ وہ محترم و مقدس ہے۔ قوم کی ماں ہے۔ خالق مجازی ہے...... اللہ نے اسے نازک ترین اہم ترین منصب تخلیق پر فائز کیا ہے۔ خالق حقیقی پردے میں ہے۔ خالق مجازی کو بھی ہوسناک نگاہوں سے بچانے کو پردے اور حجاب کی صورت تحفظ فراہم کیا ہے۔ حیوانی فکر اور 200 گدھوں کا مغز مستعار لے کر (بقول اقبال) فلسفے گھڑنے والی مغربی دنیا اپنے ہاں عورت کو در بدر خاک بسر کر چکی، ترقی کے جھوٹے لارے لپے میں غیرت کا ملکوٹھپ چکی۔ تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں ہے؟ کا دیسی محاورہ نیویارک، واشنگٹن، لندن کے گوروں سے کہہ کر دیکھیے۔ حیران ہو کر، منہ لٹکا کر جواب دیں گے...... نہیں ہے!

حرص و ہوس کی آندھیاں، روشن خیالی، ترقی اور ڈالروں کی خیرات کے ہمراہ آ رہی ہیں۔ یہ ہماری بقا کا آخری سہارا...... حیا، غیرت، اقدار، ایمان سبھی خس و خاشاک بنا کر بہالے جائیں گی۔ دینی جماعتیں، علماء، دائیں بازو کی شہرت رکھنے والے قلم کار، شاعر، ادیب، دانشور، ہنگامی بنیادوں پر ان اٹھتے سیلابوں پر بند نہ باندھیں گے تو یہ قومی خودکشی ہوگی۔ گھر، خاندان کے تحفظ اور بکھرتی لٹتی اقدار کو بچانے کے لیے تحریر و تقریر، جمعے کے خطبوں سے قوم کو متوجہ اور متحد کیجیے۔ کجا یہ کہ قوم کے عمر رسیدہ سیاست دان بھی ہمہ وقت چھوہاروں کے تذکرے کرتے رہیں۔ بھرے جلسوں میں شادی کے پیغام وصول کیے جا رہے ہوں۔ جو بالآخر قندیل بلوچ ایسے کی صورت عورت کی تحقیر و تذلیل کا سامان بن جائے۔ گھمبیر بحرانوں میں گھرے ملک کی نجات کیونکر ہوگی!

جنس اخلاص کو طوفان ہوس لے ڈوبا
اب کوئی قول و قسم عہد وفا کچھ بھی نہیں!

غلامی سے غلامی تک

پروفیسر عبدالعظیم جانباز
Azeemjanbaz77@gmail.com

مملکت خداداد پاکستان ایک عظیم نعمت اور عطیہ الٰہی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اس کی دل و جان سے قدر کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو لاتعداد نعمتیں عطا کی ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ لوگ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور سجدہ شکر بجالائیں۔ نعمت کا صحیح اسلامی تصور یہ ہے کہ اس کی جتنی قدر کی جائے اللہ تعالیٰ اس میں اتنی ہی برکت عطا کرتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم پاکستان کی جتنی قدر و عزت کریں گے، اسے اسلامی ملک بنائیں گے، یہ اتنا ہی مضبوط، مستحکم اور خوش حال ہوگا۔ اللہ ہمارے لیے آسانیوں، کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے کھولے گا۔ ہمارے مسائل حل اور دشمن ناکام و نامراد ہوں گے۔

ہمارے وہ بزرگ جنھوں نے پاکستان کے حصول کے لیے آگ و خون کا دریا عبور کیا، وہ جانتے ہیں کہ پاکستان اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ آج پاکستان کی قدر و قیمت بلکتے، سسکتے، تڑپتے اور خاک و خون میں نہائے ان مسلمانوں سے پوچھی جا سکتی ہے کہ جن پر آتش و آہن کی بارش برس رہی ہے۔ پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچی جا رہی ہے اور ان سے زندہ رہنے کا حق چھینا جا رہا ہے۔ پاکستان کی قدر و قیمت ان پاکستانیوں سے بھی پوچھی جا سکتی ہے جن کو چند سال بھارتی زندانوں میں گزارنے پڑے۔ جب یہ بھارتی جیلوں سے رہا ہو کر پاکستان پہنچتے ہیں تو بے ساختہ سجدوں میں گر جاتے ہیں، پاکستان جیسی نعمت پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں اور پوری قوم کو بھی پاکستان کی قدر کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

بلاشبہ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں سوچنے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم جس پاکستان میں رہ رہے ہیں، آیا وہ ویسا پاکستان ہے جس کے حصول کے لیے ہمارے آباء و اجداد نے لازوال اور بے مثال قربانیاں دی تھیں۔ کیا انھوں نے ایسے پاکستان کے بارے میں سوچا تھا جہاں دہشت گرد دندناتے پھرتے ہوں اور خلق خدا کو اپنے تحفظ کا کوئی راستہ نہ ملتا ہو۔ کیا انھوں نے ایسے پاکستان کا خواب دیکھا تھا جہاں بجلی پوری ملتی ہو اور نہ ہی گیس۔ جہاں مہنگائی روز افزوں ہو اور ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، منافع خوری کرنے والوں کو کوئی پوچھتا نہ ہو۔ جہاں کوئی جائز کام بھی رشوت اور سفارش کے بغیر نہ ہوتا ہو، جس پر اربوں ڈالر کے ملکی و غیر ملکی قرضے کے واجب الادا سود کی رقم کے لیے ہمیں مزید قرضے لینے پڑتے ہوں اور جہاں سیاست دان اور سیاسی جماعتیں ملکی اور قومی مسائل کا حل تلاش کرنے کی بجائے اپنی اپنی باری کے انتظار میں بیٹھی ہوں اور یہ انتظار اگر قدرے طول پکڑ جائے تو پھر فریق مخالف کی ٹانگیں کھینچنے سے بھی گریز نہ کیا جاتا ہو۔ جہاں سامنے نظر آ رہا ہو کہ پانی اور بجلی کی شدید قلت ہے، لیکن کسی بڑے ڈیم کی تعمیر کو انا کا مسئلہ بنا لیا گیا ہو اور پورا ملک لوڈشیڈنگ کے اندھیروں میں غرق ہو رہا ہو اور سب اسے غرق ہوتا ہوا دیکھ رہے ہوں۔ جہاں عوام کا خیر خواہ کوئی نہ ہو اور عوام کے نام نہاد خادم قومی خزانے کے ساتھ جونکوں کی طرح چمٹے ہوئے ہوں۔ جہاں انصاف کا حصول مشکل ہو، جہاں اس ترقی یافتہ دور میں بھی آبادی کا ایک کثیر حصہ خطِ غربت سے نیچے کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہو۔ یقیناً اس ملک کی خاطر قربانیاں دینے والوں کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ اس کے پاکستان کا یہ حشر کر دیا جائے گا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے زمانے میں ہمیں جس قسم کی قیادت میسر تھی، آزادی کے بعد اس پائے کے رہنما ہمیں میسر نہیں آئے اور جن کے ہاتھوں میں اس

سارے عرصے کے دوران عنانِ حکومت رہی، انھوں نے ایسی منصوبہ بندیاں کیں اور ایسی پالیسیوں پر عمل درآمد کیا کہ ملک ترقی کرنے اور اقوام عالم کے شانہ بشانہ آگے بڑھنے کی بجائے پسماندگی کی طرف لڑھکنے لگا اور اس تنزل اور زوال کو روکنے کی کوئی کوشش بھی نہیں کی۔ رہی سہی کسر ان طالع آزماؤں نے پوری کر دی جن کو گمان تھا کہ عوام کے منتخب نمائندے اسلام کے اصولوں کے مطابق ملکی اور حکومتی معاملات چلانے کے قابل نہیں ہیں اور یہ کہ وہ اس ملک کو ان کی نسبت زیادہ بہتر طریقے سے چلا سکتے ہیں، لیکن ہوا یہ کہ انھوں نے نہ صرف ملک کو ترقی معکوس کی جانب دھکیل دیا بلکہ ہم آدھا ملک ہی گنوا بیٹھے۔

موجودہ حالات اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہمارے سیاست دانوں نے رہنما ہونے کا ثبوت نہیں دیا، وہ اس ملک کو اسلام کے خطوط کے مطابق ٹھیک طریقے سے چلانے میں ناکام رہے، جس کی بنیادی وجہ ان میں دینی رسوخ، سیاسی تدبر اور معاملہ فہمی کی کمی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے طور طریقے ہی اسلامی لیڈروں والے نہیں تھے، لیکن ان کی خامیاں دور کرنے اور ان کی غلطیاں درست کرنے کے دعوے دار طالع آزماؤں نے بھی اس ملک کے ساتھ اچھا نہیں کیا، انھوں نے وفاداری کا ثبوت نہیں دیا، اس طرح آج ہمارے سامنے جو پاکستان ہے اس کا اس پاکستان سے کوئی واسطہ نہیں جس کا خواب مسلمانانِ برصغیر نے دیکھا تھا۔

آج پاکستان ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس سارے معاملات کے بارے میں سوچیں اور ان کا جائزہ لیں کہ ہم سے کہاں غلطی ہوئی اور وہ کون سا لمحہ یا مقام تھا جہاں سے ہم اپنے اصل مقاصد سے انحراف کے مرتکب ہوئے اور منزل سے بھٹک گئے۔

آج نظریۂ پاکستان کی تجدید کا بھی وقت ہے کہ ہم اپنی پوری صلاحیتیں اس ملک کے مسائل کو اسلام کے مطابق حل کرنے پر صرف کر دیں گے اور اس حوالے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھا جائے گا۔ اگرچہ پلوں کے نیچے سے کافی پانی گزر چکا ہے پھر بھی یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر ہم انفرادی طور پر اپنے فرائض ادا کرنے کی پرخلوص سعی کریں تو ماضی میں کی گئی کوتاہیوں اور خودغرضیوں کا ازالہ اب بھی ممکن ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے درست کہا تھا کہ ''ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی'' تھوڑی سی توجہ دے کر ہم اپنے معاملات اب بھی استوار کر سکتے ہیں، کیونکہ جہاں پاکستان کی تاریخ بے شمار ناکامیوں اور محرومیوں سے عبارت ہے وہاں ہم نے بطور ایک قوم ایسی کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں جن کا دنیا کی کئی اقوام تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ ہم دنیا کی چھٹی ایٹمی طاقت ہیں اور کئی شعبے ایسے ہیں جن میں ہمارے ملک کی ترقی کی مثال دی جاتی ہے۔ یہ سب صرف اور صرف اسلام کی برکت سے ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس معراج کو قائم رکھا جائے۔

نظریۂ پاکستان اور تحریک پاکستان کا ایک اور پہلو جو نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے جس ملک کا خواب دیکھا اور جس راستے کا انتخاب کیا، اس کی منزل صرف اور صرف اسلام تھی۔ یہ اسلام کی ابدی صداقت وحقانیت ہی تھی کہ جس نے برصغیر کے طول وعرض میں بکھرے مسلمانوں کو سیسہ پلائی دیوار بنا دیا، متحد ومتفق کر دیا اور ان کو ایک ایسی زندہ قوت بنا دیا کہ جس سے ٹکرانا اور جھٹلانا انگریز اور ہندو کے بس میں نہ رہا۔ اسلام نے مسلمانوں کو کچھ اس طرح سے ایک لڑی میں پرو دیا کہ ہندوستان کے وہ علاقے جن کا پاکستان میں شامل ہونے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا، مثلاً بہار، یوپی، پٹنہ، آگرہ، لکھنؤ، کانپور، فرخ آباد، قنوج، سہارن پور اور ڈیرہ وغیرہ کے مسلمانوں نے بھی پاکستان کے قیام کے لیے جانیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور سردھڑ کی بازی لگا دی۔ حالانکہ ان خطوں کے مسلمان اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے کہ جغرافیائی طور پر وہ پاکستان کا حصہ نہیں بن پائیں گے۔ انھیں اس بات کا بھی احتمال تھا کہ وہ شاید بحفاظت پاکستان پہنچ بھی نہ پائیں گے۔ اس کے باوجود ایک ہزار کی ہندو آبادی میں رہنے والے ایک مسلمان کے لیے بھی یہ نعرے بہت پُرکشش تھے:

''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''

''بولو بھیا ایک زبان...... بن کے رہے گا پاکستان''۔

مسلمانوں کے اس عزم واستقلال اور ایمانی جذبہ وولولہ کی وجہ وبنیاد تھی کہ وہ کلمہ طیبہ اور پاکستان کو ہم معنی سمجھتے تھے۔

پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والوں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ ان کی قربانیوں اور جدوجہد کے نتیجے میں یہ ملک قائم ہوا۔ یہ ملک ہمارے لیے اللہ کا انعام، شجر سایہ دار اور نعمت پروردگار ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ملک خداداد اور تحفہ خداوندی کی قدر کریں۔ موجودہ حالات میں ہمیں مایوس وناامید اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ شکار صرف شاہین اور شہباز کا کیا جاتا ہے۔ پاکستان بھی اسلامی دنیا کا شاہین اور شہباز ہے۔ عالم اسلام کا بازو ہے۔ شمشیر وسنان ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا، اس لیے یہ غیر مسلمانوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے، کیا ہوا اگر دشمن بظاہر تعداد میں زیادہ اور طاقتور ہیں اور ہمارے بارے میں ناپاک عزائم وارادے رکھتے ہیں، تو ہمارے ساتھ تو اللہ مالک کائنات کی معیت ہے، اللہ فرماتے ہیں ''اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔'' (آل عمران: 39) دشمن تو 1947ء میں بھی تھے اور چاہتے تھے کہ پاکستان قائم ہی نہ ہو۔ اس کے نہ چاہنے کے باوجود یہ ملک قائم ہوا اور اس نے تاقیامت سلامت رہنا ہے، ان شاء اللہ۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب سے پہلے اللہ کے ساتھ مخلص ہو جائیں۔ بزدلی کو چھوڑیں، جہاد کو زندہ کریں۔ اسلام پر عمل کریں۔ اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں۔ سیاسی، سماجی اور مذہبی سطح پر ایک دوسرے کا احترام کریں۔ ہمارے رہنماؤں اور حکمرانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ رنجشوں، کدورتوں، تنازعات اور اختلافات کو ہوا دینے کی بجائے اسلام کے اصولوں کے مطابق افہام وتفہیم اور اتحاد واتفاق کی فضا پیدا کریں۔ صرف پاکستان ہی نہیں عالم اسلام کے بارے میں سوچیں۔

اس وقت پورا عالم اسلام مصائب وآلام کا شکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں''۔ اس فرمان کی روشنی میں ہمارا مستقبل عالم اسلام اور عالم اسلام کا مستقبل ہمارے ساتھ وابستہ ہے۔ مظلوم خطوں کے مسلمان پاکستان کی طرف اُمید بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہوئے اس کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کریں اور اسے مضبوط ومستحکم کریں۔

☆☆☆

آج ہمارا معاشرہ، ہمارے ادارے بالکل مفلوج ہو چکے ہیں۔ یہ بالکل اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو اس حالت میں رکھا جائے۔ بلکہ ان کے خلاف ایک زوردار تحریک چلنی چاہیے جس میں یا تو یہ سدھر جائیں یا ان کو زمین بوس کر دیا جائے: ایوب بیگ مرزا

ایک طرف پاکستان کا دعویٰ ہے کہ ہم کشمیریوں کی اخلاقی مدد کرتے ہیں لیکن دوسری طرف اتنا بڑا موقع ضائع کر دیا گیا جس سے فائدہ اٹھا کر پاکستان عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کو اُجاگر کر سکتا تھا: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

مشرق وسطیٰ میں تبدیل ہوتی صورتحال کے پس پردہ گریٹر اسرائیل کے لیے مشرق وسطیٰ کا نقشہ تبدیل کرنے کا امریکی منصوبہ کارفرما ہے: رضاء الحق

پاکستان کے حالات اور اُمت مسلمہ کو درپیش مسائل کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال :عمران خان نے دوسری جماعتوں کو بائی پاس کرتے ہوئے 7 اگست کو پانامہ لیکس کے حوالے سے حکومت کے خلاف احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس وقت آپریشن ضرب عضب چل رہا ہے اور کشمیر میں تحریک آزادی بھی زوروں پر ہے۔ ان حالات میں عمران خان کا یہ فیصلہ ملک وقوم کے مفاد میں ہے؟

ایوب بیگ مرزا :یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ کیا چیز اس وقت ملکی مفاد میں ہے اور کیا نہیں ہے۔ اگر پانامہ لیکس کو نظر انداز کر دیا جائے اور حکمران خاندان کو کرنے دیں جو وہ کرتے ہیں تو کیا جیلوں کے دروازے کھول نہ دیئے جائیں؟ اگر ایک عام آدمی ایک لاکھ یا دو لاکھ کا فراڈ کرتا ہے تو اس بیچارے کا کیا قصور ہے کہ اس کو جیل میں رکھا جائے۔ جبکہ حکمران خاندان کا عالمی سطح پر اتنا بڑا اسکینڈل سامنے آئے اور اس پر کوئی تحقیق یا پوچھ گچھ نہ ہو تو گویا آپ آنے والے حکمرانوں کو کرپشن اور بددیانتی کرنے کا لائسنس دے رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے سوال کو ریورس کر لیجئے کہ کیا حکمرانوں کو اس طرح آزاد چھوڑ دینا ملکی مفاد میں ہے یا یہ کوشش کرنا کہ جو قانون ملک میں موجود ہے۔ مثال کے طور پر آپ کے ہاں نیب ہے اور نیب بڑی آسانی سے اس مسئلے کو لے سکتی تھی۔

سوال :آپ کا مشاہدہ بالکل ٹھیک ہے لیکن عمران خان تو کسی ادارے کو مانتے ہی نہیں۔ نیب کے خلاف تو وہ جلوس نکال رہے ہیں۔ بے شک حکمرانوں پر گرفت ہونی چاہیے لیکن لیگل طریقے سے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ اپوزیشن جماعتوں کے ساتھ پہلے مل کے چلیں اور اس کے بعد پھر سولو فلائیٹ لے لیں؟

ایوب بیگ مرزا :میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان بالکل صحیح کر رہے ہیں کیونکہ وہ اس حوالے سے نیب کو کئی اپیلیں کر چکے ہیں کہ حکمرانوں پر کیس چلایا جائے لیکن اس ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ سارے ادارے حکومت کے تحت ہیں اور وہ اپنا فرض ادا نہیں کر رہے ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ان کو چیلنج کیا جائے اور سیدھی راہ پر لایا جائے۔

سوال :پاکستان کے معروضی حالات کیا اس افراتفری کی اجازت دیتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا :کیا معروضی حالات اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ بددیانتی کو کھلا چھوڑ دیا جائے اور عام کر دیا جائے؟

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال :عدالت میں جائیں، پارلیمنٹ میں شور مچائیں؟

ایوب بیگ مرزا :یہ دنیا کی عجیب پارلیمنٹ ہے کہ جس میں کسی قانون کے حق میں ووٹ دیا جاتا ہے، قوانین پاس ہوتے ہیں۔ باہر نکل کر لوگ پوچھتے ہیں کہ جس قانون کے حق میں آپ نے ووٹ دیا وہ قانون کیا ہے؟ تو جواب ملتا ہے کہ مجھے تو پتا ہی نہیں کہ وہ قانون کیا ہے؟ لہٰذا اس وقت سر سے لے کر پاؤں تک سب چیزوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ آج ہمارا معاشرہ، ہمارے ادارے بالکل مفلوج ہو چکے ہیں۔ یہ بالکل اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو اس حالت میں رکھا جائے۔ بلکہ ان کے خلاف ایک زور دار تحریک چلنی چاہیے جس میں یا تو یہ سدھر جائیں یا ان کو زمین بوس کر دیا جائے۔ آج ہمارا ملک اسی وجہ سے اس حالت کو پہنچا ہے کہ اداروں کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک کا یہ بڑا صحیح موقع ہے۔ تاکہ پھر حکومت یا تو صحیح طور پر کام کرے یا پھر یہاں انقلاب آئے۔ ورنہ اگر ان اداروں (عدالتوں ، نیب وغیرہ) کے حالات یہی رہے تو یہاں (اللہ نہ کرے) خونی انقلاب آئے گا اور اس خونی انقلاب سے بچنے کے لیے ایک پُرامن تحریک ضروری ہے۔

سوال :کیا آزاد کشمیر کے انتخابات میں عمران خان کو اپنی مقبولیت کا اندازہ نہیں ہوا؟ ان کی اپنی پارٹی میں خلفشار ہے اور وہ اپنی پارٹی کو سدھارنے کی بجائے پورے ملک کو سدھارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل کیسا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :ہمارے ملک میں کسی کی مقبولیت غیر مقبولیت کے لیے الیکشن کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ اگر آزاد کشمیر کے الیکشن میں سیٹیں زیادہ مل گئیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ن لیگ آزاد کشمیر میں زیادہ مقبول ہو گئی ہے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ عمران خان کی سیاست پر بڑے سوالیہ نشان ہیں، وہ اپنی پارٹی کی تنظیم سازی بھی نہیں کر سکے۔ بہرحال اس الیکشن میں تحریک انصاف کو بھی ٹھیک ٹھاک ووٹ ملے ہیں۔ لیکن الیکٹورل پولیٹکس سائنس سے ناواقفیت کی بناء پر وہ اس کو سیٹوں میں تبدیل نہیں کر سکی جبکہ ن لیگ اور پیپلز پارٹی پرانی سیاسی پارٹیاں ہیں، یہ کافی الیکشنز میں حصہ لے چکی ہیں اور پاکستان کی الیکٹورل پولیٹکس سائنس سے واقف بھی ہیں۔

ایوب بیگ مرزا :آزاد کشمیر کی تاریخ سے ثابت ہے کہ وہاں وہی سیاسی جماعت کامیاب ہوتی ہے جس کی مرکز میں حکومت ہو کیونکہ تمام فنڈز مرکز سے جاتے ہیں اور چیف سیکرٹری بھی مرکز سے ہوتا ہے۔

سوال :کراچی کے حالات کافی بہتر ہو گئے تھے لیکن کچھ دنوں سے وہ پھر خرابی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ سندھ حکومت کی تبدیلی سے حالات بہتر ہو جائیں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :رینجرز کراچی میں 1989ء سے موجود ہیں۔ پہلے ان کے پاس اختیارات کم تھے لیکن نیشنل ایکشن پلان کے بعد ان کو اختیارات زیادہ مل گئے اور وہاں امن کی صورت حال بہتر ہوئی۔ جب وہاں کی بڑی سیاسی جماعتوں کے لوگوں پر ہاتھ ڈالا گیا تو گویا ان کی دم پر پاؤں پڑ گیا۔ لہٰذا اب پیپلز پارٹی جس کی سندھ میں حکومت

ہے رینجرز کے اختیارات کی مدت میں توسیع سے کنی کترا رہی ہے۔ مئی 2016ء سے رینجرز کے اضافی اختیارات ختم ہوگئے لیکن اس کے بعد سندھ حکومت نے ابھی تک اس معاملے کو اسمبلی میں نہیں اٹھایا۔ اسی دوران کراچی میں دو تین واقعات پھر بڑے سنگین ہوگئے۔ یہ بھی المیہ ہے کہ ہمارے ہاں صوبائی اسمبلی کا اجلاس کسی تیسرے ملک میں ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں صوبائی حکومت تبدیل ہو رہی ہے۔ ازراہ کرم پیپلز پارٹی نے رینجرز کے اختیارات میں توسیع کا اعلان کر دیا ہے لیکن نئی کابینہ آئے گی اور اس کے خدوخال طے کرے گی۔ ان حالات میں رینجرز کے لیے امن وامان کی صورتحال کو برقرار رکھنا کافی مشکل ہوتا ہے۔

سوال: کراچی کے مصروف ترین بازار میں دو فوجیوں کی شہادت ہوئی ہے۔ آپ کے خیال میں اس کے پس پردہ حقائق کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں آپ کے ایک پروگرام میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ کراچی میں دہشت گردوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کیا ہے۔ پہلے پندرہ بیس افراد کو روزانہ کراچی میں مار دیا جاتا تھا لیکن اتنے افراد کا مارا جانا بھی عالمی میڈیا میں خاص جگہ بنا نہیں پا رہا تھا تو دہشت گردوں نے حکمت عملی میں تبدیلی یہ کی ہے کہ ایک دو افراد کو ہی ٹارگٹ کیا جائے لیکن یہ افراد عالمی شہرت یافتہ ہوں تاکہ عالمی پریس میں خبر آئے کہ کراچی کے حالات بدستور خراب ہیں۔ اسی وجہ سے چند نامور لوگوں کو قتل کیا گیا جس پر پاکستان کی جگ ہنسائی عالمی سطح پر ہوئی۔ اسی طرح انہوں نے فوج پر حملہ کر کے عالمی میڈیا کو ایک خبر دی ہے کہ پاکستان میں تو فوج بھی محفوظ نہیں ہے اور یہ ایسا ملک ہے جو غیر محفوظ ہے اور دہشت گردی کی نظر ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: صوبائی حکومت رینجرز سے اختیارات واپس لینے کا دفاع دنیا کے سامنے بھی نہیں کر سکتی۔ ابھی حال ہی میں چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ کے مغوی بیٹے کو بھی رینجرز نے بازیاب کرایا ہے۔ اس پس منظر میں بھی یہ حق بنتا تھا کہ صوبائی اسمبلی میں اس معاملے کو زیر بحث لایا جاتا اور رینجرز کے اختیارات میں وقت سے پہلے ہی توسیع کر دی جاتی کہ ہاں امن وامان کے لیے رینجرز کی ضرورت ہے۔

سوال: کشمیر میں بھارتی مظالم رکنے کا نام نہیں لے رہے۔ اب بھی وہاں کے لوگ پاکستانی پرچم لہرا رہے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستانی حکومت وار کرائم کی بنیاد پر یہ معاملہ یو این او میں کیوں نہیں لے کر جاتی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے ملک کا بہت بڑا المیہ ہے کہ ہمارے ہاں اس وقت کوئی وزیر خارجہ ہی نہیں ہے۔ وزیراعظم نے وزارت خارجہ کا قلمدان اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور وہ خود بھی ملک سے باہر تھے۔ اب واپس آ بھی گئے ہیں لیکن پوری طرح فنکشنل نہیں ہوئے۔ کشمیر کے حوالے سے یہ ایک بڑا بریک تھرو تھا۔ دعویٰ تو پاکستان کا یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کی اخلاقی مدد کرتے ہیں لیکن دوسری طرف اتنا بڑا اور اہم موقع ضائع کر دیا جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اٹھایا جاسکتا تھا۔ پاکستانی وزیراعظم تمام ممالک کے سفراء کو بلا کر ان کو بریفنگ دیتے کہ ہمارا یہ سٹینڈ ہے۔ یہ متنازعہ علاقہ ہے اور اس میں انڈیا نے اتنی فوج رکھی ہوئی ہے اور اب جو تحریک اٹھی ہے وہ بالکل مقامی ہے۔ اس بات کو انڈیا بھی تسلیم کرتا ہے اور اس سے عالمی حکمرانوں کی بھی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور پاکستان کے

> **پاکستان کے عوام کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ یہاں کے لوگوں کے مقابلے میں کشمیر کے لوگوں کو ابھی تک وہ دوقومی نظریہ نہیں بھولا جس کی بنیاد پر پاکستان بنا تھا۔**

عوام کی بھی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ یہاں کے لوگوں کے مقابلے میں وہاں کے لوگوں کو ابھی تک وہ دوقومی نظریہ نہیں بھولا جس کی بنیاد پر پاکستان بنا تھا۔ یہاں انڈین چینل دکھائے جارہے ہیں جبکہ انڈیا میں پاکستانی چینل نہیں دکھائے جارہے۔ پاکستان میں کشمیر کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمان کے کتنے بیان آئے ہیں؟ سول سوسائٹی یا کسی دوسری سیاسی پارٹی نے کشمیریوں کے حق میں کتنی آواز بلند کی ہے؟ البتہ ہیومن رائٹس اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی آنکھیں کھلی ہیں اور انہوں نے اس مسئلے کو ذرا اٹھایا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: ہیومن رائٹس اور ایمنسٹی انٹرنیشنل نے جس طرح آواز اٹھائی ہے پاکستانی حکومت نے اس کو اس طرح نہیں اٹھایا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عالمی ادارے پاکستان کو کشمیر نہیں دلا سکتے لیکن بھارت جس طرح چھوٹی سے چھوٹی بات پر پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے کے درپے رہتا ہے اسی طرح اگر اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ہمارے سفیر بھی جگہ جگہ بتاتے کہ کس طرح بھارت کشمیر میں ظلم کر رہا ہے تو کم ازکم بھارت کا چہرہ دنیا میں ضرور داغدار ہوتا۔

سوال: مڈل ایسٹ میں پیس پراسس کے سلسلے میں پہلے مصر پھر ترکی اور اب سعودی جرنیل بھی اسرائیلی یہودیوں سے رابطے میں ہیں۔ کیا ان اقدامات سے مڈل ایسٹ میں امن قائم ہوسکتا ہے؟

رضاء الحق: مڈل ایسٹ میں امن کا معاہدہ 1979ء میں کیمپ ڈیوڈ میں ہوا تھا لیکن حالیہ پیس پراسس میں 2002ء میں سعودی عرب نے پہل کی تھی کہ اسرائیل اگر فلسطینیوں کو ان کا حق خود ارادیت دے دے، ان کا علاقہ واپس کر دے اور بطور آزاد ریاست فلسطین کو تسلیم کر لے تو پھر تمام 57 اسلامی ممالک اسرائیل کو تسلیم کر لیں گے۔ یہ بہت بڑی کنڈیشن تھی لیکن بات آگے نہیں بڑھ سکی۔ اسی طرح 2007ء میں مصر نے یہ معاملہ دوبارہ اٹھایا اور اس کا مقصد بھی تقریباً وہی تھا لیکن اسرائیل نہیں مانا۔ مشرق وسطیٰ میں جو صورتحال تبدیل ہو رہی ہے اس کے پس پردہ گریٹر اسرائیل کے لیے مشرق وسطیٰ کا نقشہ تبدیل کرنے کا امریکی منصوبہ کارفرما ہے۔ اس گھناؤنے کھیل کے باعث تمام عرب ممالک اپنے آپ کو بہت زیادہ پریشرائز اور کارنر ہوتا ہوا محسوس کر رہے ہیں۔ پہلے عراق، پھر لیبیا اور اب شام میں یہی کھیل جاری ہے۔ سعودی عرب بھی کچھ عرصہ پہلے تک یمن کی صورت حال کی وجہ سے کارنر ہو رہا تھا، ترکی میں بھی حالیہ فوجی بغاوت کا معاملہ سامنے آیا۔ ترکی کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات بہت خراب تھے لیکن بعد میں نتن یاہو اور ترکی کے نائب وزیراعظم نے مل کر معاملات طے کر لیے۔ البتہ یہ بات کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ باقی اسلامی ممالک اسرائیل کی طرف دیکھ رہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسرائیل کو شاید منایا جاسکے کہ وہ فلسطینیوں کو حقوق دے دے اور مڈل ایسٹ میں جو مسلم ممالک کے حصے بخرے کیے جارہے ہیں وہ اس میں اس کی مدد کر سکیں۔ لیکن یہ چیز تاریخی طور پر حقیقت کے خلاف ہے اور درحقیقت یہ قرآن کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہودی مفسدون فی الارض ہیں۔ سورۃ البقرہ کے شروع میں ان کو ہی کہا گیا کہ تم فساد پیدا نہ کرو اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ تو ان کی طرف جانے سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور نہ ہی فلسطینیوں کو کوئی فائدہ ہوگا۔

سوال: اگر مڈل ایسٹ کے سارے مسلمان ممالک اسرائیل کو تسلیم کر لیتے ہیں یا اسے قابل قبول بنا لیتے ہیں تو کیا یہ خطے میں امن قائم کرنے کی طرف اہم قدم ہوگا؟

رضاء الحق: میرا نہیں خیال کہ اس طرح کسی قسم کا امن قائم ہوگا کیونکہ اسرائیل شروع سے ہی امن کے خلاف ہے۔ اس کی یہ تاریخ ہے کہ وہ نسلی بنیادوں پر نسل کشی کرتا ہے۔ وہاں پر امریکی اور یورپی لوگ بھی یہی کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ روس بھی وہاں پر یہی کر رہا ہے۔ تو وہاں پر امن قائم ہونے کے چانسز نہیں ہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دراصل یہ ایک سراب ہے اور پھر امریکی دباؤ اتنا بڑھ گیا ہے کہ اسلامی ممالک کو کوئی

اور راستہ نظر نہیں آ رہا۔ وہ اس سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ یہودیوں کا گریٹر اسرائیل بنانے کا خواب ہے۔ وہ اس ڈگر پر چلتے رہیں گے۔ ان کی کوشش صرف یہ ہوگی کہ جو تھوڑی بہت مخالفت عالمی سطح پر باقی بھی ہے وہ بھی امریکی دباؤ کی وجہ سے ختم ہو جائے۔ چنانچہ مڈل ایسٹ کے اسلامی ممالک اسرائیل کو یہ لالچ دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم آپ کو باقی اسلامی ممالک سے تسلیم کروا لیں گے بشرطیکہ آپ فلسطینی سٹیٹ بھی قائم کرنے دیں۔ لیکن میرا نہیں خیال کہ یہ کام اس طرح ہونے والا ہے اور یہ اسلامی ممالک اس چکر میں اپنی رہی سہی ساکھ بھی ختم کر دیں گے۔ اسلامی ممالک کو اگر یہی کچھ حاصل کرنا تھا تو کیمپ ڈیوڈ میں بہترین موقع تھا اور اس وقت زیادہ بہترین پیکیج مل سکتا تھا۔ لیکن یاسر عرفات نے اس کو نہیں مانا تھا۔

سوال: چلکوٹ رپورٹ کے مطابق عراق پر حملہ غیر قانونی تھا جس میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ اس رپورٹ کی روشنی میں بش اور بلیئر پر وار کرائمز کا کیس کیوں نہیں چلایا جاتا؟ کیا صدام حسین بش سے بڑا امن دشمن تھا؟

رضاء الحق: چلکوٹ رپورٹ دس سال کی انکوائری کے بعد آئی ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے فوجیوں کا رونا رویا ہے لیکن جو لاکھوں عراقی شہید کیے گئے ہیں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کا مقدمہ کون چلائے گا؟ ہمارے پاس کوئی فورم ہی نہیں ہے کہ ہم اس بات کو آگے تک لے جائیں۔ چلکوٹ رپورٹ کی انکوائری جب تک مکمل ہوئی۔ اس دوران ٹونی بلیئر نے استعفیٰ بھی دے دیا۔ استعفیٰ دینے کے بعد اس کو Middle East Quartet کا چیئرمین بنایا گیا۔ یہ وہ تنظیم تھی جو مڈل ایسٹ میں امن قائم کرنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ یعنی انہی لوگوں کو آگ بجھانے پہ لگایا گیا جنہوں نے آگ لگائی تھی۔ یورپ اور اسرائیل کو مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ چلکوٹ رپورٹ بھی ان کے اپنے شارٹ فالز کو ہی ہائی لائٹ کر رہی ہے جو انگلینڈ کے عراق پر حملہ کے غلط فیصلہ کے نتیجے میں ہوئے۔ جس کی وجہ سے یو کے کے وسائل ضائع ہوئے۔ وہ یہ نہیں کہتی کہ ہم نے وہاں جا کر مظالم ڈھائے ہیں اور وہ یہ کبھی بھی نہیں کہیں گے کیونکہ ان کے بہت سارے مفادات اس علاقے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

سوال: symbolically ہی سہی مگر The Hague میں ان پر وار کرائمز کا کیس کیا جائے، یو این او میں جائیں۔ ستاون اسلامی ممالک کی طرف سے آواز اٹھے گی تو اس کا اثر ہوگا۔

رضاء الحق: symbolically ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلنے والا۔ عمومی طور پر بھی یہ تاثر غلط ہے کیونکہ جب آپ The Hague میں جائیں گے تو اس بنیاد پر وہ آپ کو سیکیورٹی کونسل میں ویٹو کر دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ کرے گا کون؟ اور 57 اسلامی ممالک اکٹھے کیسے ہوں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: امریکن فوجیوں کو تو ویسے ہی یہ ایمنسٹی حاصل ہے کہ ان کے خلاف کوئی مقدمہ کہیں چلایا ہی نہیں جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ برٹش بھی کہیں کہ ہم امریکہ کے کہنے پر گئے تھے۔ تو ظاہر ہے امریکہ ان کا دفاع کرے گا۔

ایوب بیگ مرزا: میں اس میں تھوڑا سا اختلاف کروں گا۔ افغانستان کی جنگ کو اقوام متحدہ نے تسلیم کیا تھا اور اسے جائز جنگ قرار دیا تھا۔ لیکن عراق کی جنگ میں اقوام متحدہ نے امریکہ کو اجازت نہیں دی تھی۔

> دنیا کے امن میں جو بگاڑ ہیلری کلنٹن پیدا کرے گی وہ ٹرمپ بھی پیدا نہیں کر سکے گا۔

سوال: امریکہ پہلے افغانستان میں آیا، پھر عراق میں، کشمیر میں بھی وہ انڈیا کو سپورٹ کر رہا ہے۔ پاکستان کے بارے میں سی آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل نے کہہ دیا ہے ہم پاکستان میں ڈرون حملہ کرنے کے لیے کسی کو consult نہیں کریں گے۔ امریکہ مسلم دشمنی کیوں نہیں چھوڑ رہا اور پاکستان میں امریکہ کا کیا مفاد ہے؟

رضاء الحق: بنیادی طور پر یہ تہذیبوں کا تصادم ہے۔ ان کی لڑائی ہمارے ساتھ racial basis پر بھی ہے لیکن سب بڑھ کر مذہبی بنیاد پر ہے۔ وہ اسلام کو ایک ایسا نظام سمجھتے ہیں جو کہ ان کے سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف کھڑا ہو سکتا ہے اور اس کو چیلنج کر سکتا ہے۔ پھر گریٹر اسرائیل کا جو خواب ہے اس کے لیے مسلم ممالک کو چھوٹے حصوں میں تقسیم کرنا، انہیں عدم استحکام کا شکار کرنا اور آپس میں لڑائیاں کرانا تاکہ وہ آپس میں متحد نہ ہو سکیں ان کی پالیسی ہے۔ ان چیدہ چیدہ ممالک میں پاکستان بھی شامل ہے جو اسلامی ایٹمی پاور ہے اور پھر پاکستان کی جیوپولیٹیکل situation بھی امریکہ کے لیے خصوصی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ چین پاکستان کے ساتھ ہے، روس قریب اور پڑوس میں انڈیا ہے۔

سوال: امریکہ میں صدارتی انتخابی مہم زوروں پر ہے۔ اور اب تو وہاں ڈونلڈ ٹرمپ جیسے انتہا پسند کو باقاعدہ صدارتی اُمیدوار نامزد کر دیا گیا ہے اور کہا یہ جا رہا ہے کہ جو مسلمان شریعت کو مانتے ہیں ان کو ڈی پورٹ کر دیا جائے گا۔ آپ کے خیال میں امریکہ میں آباد مسلمانوں کا مستقبل کیا ہے؟

رضاء الحق: یہ بیان امریکی House of Representative کے سابق سپیکر Newt Gingrich نے دیا تھا کہ امریکہ میں جو مسلمان رہتے ہیں ان کا ٹیسٹ لیا جائے گا۔ اگر وہ شریعت پر یقین رکھتے ہیں تو پھر ان کو ڈی پورٹ کر دیا جائے گا۔ پہلے وہ کہتے تھے کہ جو شریعت کو قانون کے طور پر نافذ کرنا چاہتے ہیں ان کو ڈی پورٹ کیا جائے۔ لیکن وہ اور آگے چلے گئے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کا حالیہ بیان ہے کہ ہم مسلمانوں پر پابندی کے فیصلے پر قائم ہیں اور اس کو ہم extend کریں گے۔ یورپین ہمیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ بنیاد پرست ہیں، تشدد کو پسند کرتے ہیں لیکن خود مغرب بنیاد پرست ہو رہا ہے۔ ٹرمپ کا تعصب تو غیر نسلی بنیادوں پر بھی ہے۔ وہ میکسیکو کے بھی خلاف ہے اور کوئی بھی جو گورا نہ ہو وہ اس کے خلاف ہے۔

ایوب بیگ مرزا: دنیا بھر میں ٹرمپ اور اس کی انتہا پسندی کے بارے میں بہت باتیں ہو رہی ہیں کہ وہ دنیا میں کوئی بھی دھماکہ خیز صورتحال پیدا کر سکتا ہے اور ہیلری کلنٹن کے بارے میں لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ معتدل مزاج ہے اور امن کے حوالے سے بہتر کام کر سکے گی۔ لیکن میری ذاتی رائے اس کے بالکل برعکس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے امن میں جو بگاڑ ہیلری کلنٹن پیدا کرے گی وہ ٹرمپ بھی پیدا نہیں کر سکے گا۔ اگرچہ امریکہ میں ادارے مستحکم ہیں اور وہاں پالیسیاں decades سے طے شدہ ہیں۔ منتخب صدور کو اپنے خیالات پر عمل درآمد کا موقع کم ہی ملتا ہے لیکن اس کے باوجود میں ہیلری کلنٹن سے دو بنیادوں سے زیادہ خوفزدہ ہوں۔ (1)۔ نبی اکرم ﷺ نے عورت کو بحیثیت سربراہ (سربراہ خانہ یا سربراہ ریاست) پسند نہیں کیا اور یہ پہلی امریکی سربراہ حکومت ہوگی اور امریکی سربراہ حکومت کا مطلب ہے کہ وہ عالمی حکومت کی بادشاہ ہوگی۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق اس سے کبھی خیر برآمد نہیں ہوگی۔ (2)۔ جس طرح ایک کافر اور منافق میں یہ فرق ہے کہ کافر کھلم کھلا مخالفت کرتا ہے اور منافق اندر سے جڑیں کاٹتا ہے۔ میں ٹرمپ اور ہیلری میں یہی فرق محسوس کرتا ہوں کہ ٹرمپ جو کچھ کھلم کھلا کہہ رہا ہے ہیلری اس سے بڑھ کر کرے گی لیکن بڑی شائستگی کے ساتھ۔ لہٰذا میرے نزدیک دنیا کے امن کے لیے یہ عورت بہت خطرناک ثابت ہوگی۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ بحیثیت مبلغ اعظم

حکیم شمیم احمد

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل جزیرۃ العرب جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ ان کے نام پر ذبیحہ کیا جاتا تھا۔ لڑکیوں کو رسوائی اور خرچ کے خوف سے زندہ دفن کر دیتے تھے اور بچوں کو فقر وفاقہ کے ڈر سے مار ڈالتے تھے۔ جہاں تک مختلف قبائل کے ایک دوسرے سے تعلقات کا معاملہ تھا تو یہ پوری طرح شکست ریختہ تھے۔ قبائل کی ساری قوت ایک دوسرے کے خلاف جنگ میں فنا ہو رہی تھی۔ خلاصہ یہ کہ اجتماعی حالت پستی میں گری ہوئی تھی۔ جہل اپنی طنابیں تانے ہوئے تھا۔ خرافات کا دور دورہ تھا۔ لوگ جانوروں جیسی زندگی گزار رہے تھے۔ عورت بیچی اور خریدی جاتی تھی اور بعض اوقات اس سے مٹی اور پتھر جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ قوموں کے باہمی تعلقات کمزور، بلکہ ٹوٹے ہوئے تھے اور حکومتوں کے سارے عزائم اپنی رعایا سے خزانے بھرنے یا مخالفین پر فوج کشی کرنے پر محدود تھے۔

انسانیت کی اس ابتر اور سسکتی ہوئی حالت پر اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا اور اس بھٹکی ہوئی انسانیت کی ہدایت کے لیے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور یہ انسانیت پر اللہ کا بہت بڑا احسان تھا، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں فرمایا:

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور اُنہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔" (آل عمران:164)

خلعتِ نبوت سے سرفراز کرنے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو انسانیت تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا یوں حکم ارشاد فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (۱) قُمْ فَاَنْذِرْ (۲)﴾ (المدثر)

"اے کپڑے میں لپٹنے والے! اُٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں کہ وہ بُت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ کی طرف آئیں۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے تبلیغ اسلام کا باقاعدہ آغاز فرمایا اور سب سے پہلے اپنے قریبی لوگوں کو خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ مخلص دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ اور چچازاد بھائی حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا۔

یوں حضور اقدس ﷺ نے تین سال تک خفیہ طور پر تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو کھلم کھلا اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (۲۱۴)﴾ (الشعراء)

اور (اے پیغمبر!) تم اپنے قریب ترین خاندان کو خبردار کرو۔"

اور دوسرے مقام پر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ (۹۴)﴾ (الحجر)

ترجمہ: جس بات کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے، اُسے علی الاعلان لوگوں کو سنا دو، اور جو لوگ (پھر بھی) شرک کریں، اُن کی پروا مت کرو۔"

اِن آیات کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قبائل کو نام بنام پکارا اور پکارنے کا انداز ایسا تھا، جیسے آپ ﷺ بہت بڑے لشکر کے حملہ آور ہونے سے لوگوں کو آگاہ کر رہے ہیں۔ جب لوگوں نے یہ آواز سنی تو سب لوگ آپ ﷺ کی بات سننے کو دوڑ پڑے، یہاں تک کہ جو شخص کسی بیماری یا کسی عذر کی وجہ سے نہیں جا سکتا تھا، اس نے اپنا نمائندہ بھیجا۔ جب سب پہاڑی پر جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بھلا بتاؤ تو اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے وادی میں ایک لشکر ہے، جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا: ہم نے آپ ﷺ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ ہم نے آپ ﷺ کو ہمیشہ سچا پایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو توحید کی طرف بلایا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ (ایک ایک قبیلے کا نام لے کر اور اپنے چچا، اپنی پھوپھی اور اپنی صاحبزادی کا نام لے کر فرمایا کہ اللہ کے ہاں اپنی فکر کرو، اللہ کے ہاں میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔")

نبوت مل جانے کے بعد نو برس تک نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے اور قوم کی ہدایت واصلاح کی کوشش فرماتے رہے۔ لیکن تھوڑی سی جماعت کے سوا جو مسلمان ہو گئی تھی اور تھوڑے سے ایسے لوگوں کے علاوہ جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے آپ کی مدد کرتے تھے، اکثر کفار مکہ آپ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے، مذاق اُڑاتے تھے اور جو ہو سکتا تھا، اس سے درگزر نہ کرتے تھے۔

حضور ﷺ کے چچا ابوطالب ایک ایسے درد دل رکھنے والے شفیق انسان تھے، جو مسلمان نہ ہونے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کی ہر طرح کی مدد فرماتے تھے۔ دسویں نبوی سال میں جب چچا ابوطالب کا بھی انتقال ہو گیا تو کافروں کو لوگوں کو اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا موقع ملا۔ جس کا اُنہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

حضور اقدس ﷺ اس خیال سے مکے سے طائف تک پیدل تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت ہے، اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے۔ وہاں پہنچ کر قبیلے کے تین سرداروں سے جو بڑے درجے کے سمجھے جاتے تھے، گفتگو فرمائی اور اللہ کے دین کی طرف بلایا، مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور اُن میں سے ایک شخص بولا: اوہو! آپ ہی کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا تھا۔

دوسرا بولا: اللہ کو تمہارے سوا کوئی ملا ہی نہیں تھا، جس کو رسول بنا کر بھیجتے۔

تیسرے نے کہا: میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا، اس لیے کہ اگر تو واقعی نبی ہے جیسا کہ دعویٰ ہے تو تیری بات نہ مان کر مصیبت سے خالی نہیں اور اگر جھوٹ ہے تو میں ایسے شخص سے بات کرنا نہیں چاہتا۔

اس طرح اُن لوگوں نے حضور ﷺ کی مبارک دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضور اقدس ﷺ سے کہا: ہمارے شہر سے فوراً نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو، وہاں چلے جاؤ۔ حضور اقدس ﷺ جب ان سے بالکل مایوس ہو کر واپس ہونے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ ﷺ کا مذاق اُڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر ماریں، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دونوں نعلین مبارک خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ اسی حالت میں واپس ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے جب سے اسلام کی اعلانیہ تبلیغ شروع فرمائی تو آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ موسم حج میں اور عرب کے سالانہ مشہور میلوں (مجنہ، ذوالمجاز اور عکاظ) میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ ایک مشہور صحابی زید بن صامت ؓ زمانہ جاہلیت میں عمرہ وحج کی نیت سے مکے آئے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اپنی دل موہ لینے والی گفتگو سے اسلام کی حقانیت کو واضح کیا تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، یہاں تک کہ اسلام قبول کر لیا۔

طفیل بن عمرو دوسی اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک مرتبہ مکے آئے تو کفارِ مکہ نے اسے راستے میں گھیر لیا اور اسے سخت تاکید کی کہ نبی کریم ﷺ سے وہ نہ ملے اور اس کو ڈرایا کہ وہ شخص العیاذ باللہ جادوگر ہے، تم پر جادو کر دے گا اور طرح طرح کی باتیں بنائیں، یہاں تک کہ اس کے کان میں روئی ٹھونس دی، تاکہ آپ ﷺ کا شیریں کلام نہ سن سکے، چنانچہ وہ بیت اللہ آئے تو آپ ﷺ کو دیکھا کہ کعبے کے پاس نماز پڑھنے میں مصروف ہیں، تلاوت قرآن کی آواز طفیل بن عمرو کے کانوں میں پڑی تو وہ یہ کلام سن کر بے حد متاثر ہوا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ میں خود ایک بڑا شاعر ہوں اور کلام کی نزاکتوں اور خوبیوں سے واقف ہوں، کیوں نہ میں اس کلام کو پوری توجہ سے سن لوں۔ اگر یہ کلام درست ہوگا تو میں اسے قبول کر لوں گا اور اگر درست نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دوں گا، چنانچہ پھر کلام کو پوری توجہ سے سنا تو متاثر ہوا۔ جب نبی کریم ﷺ اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے تو طفیل بن عمرو نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور عرض کرنے لگے کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں، میں اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دوں گا۔ چنانچہ ان کی دعوت سے تقریباً 80 گھرانے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے 23 سال کے قلیل عرصے میں اپنی دعوت کے ذریعے ایسا انقلاب برپا کیا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یوں آپ ﷺ نے اللہ کے حکم ﴿یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط﴾ (المائدہ:67) ’’اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، اس کی تبلیغ کرو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) تم نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔‘‘ کو ایسا پورا کیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ؓ کا اجتماع تھا۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع ہی کے موقع پر صحابہؓ سے فرمایا: ’’تم بتاؤ کیا میں نے تم تک دین پہنچا دیا؟‘‘ سب صحابہؓ یک زبان ہو کر کہنے لگے: آپ ﷺ نے پہنچایا ہی نہیں، بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔‘‘ پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف شہادت کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ﴾

’’اے اللہ گواہ رہنا! اے اللہ گواہ رہنا! اے اللہ گواہ رہنا!‘‘

بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ جیسا کوئی مبلغ نہ تھا، نہ ہے، نہ آئے گا۔

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پہ، بُت لاکھوں جس نے توڑ دیے
دنیا کو دیا پیغام سکوں، طوفانوں کے رُخ موڑ دیے

❁❁❁

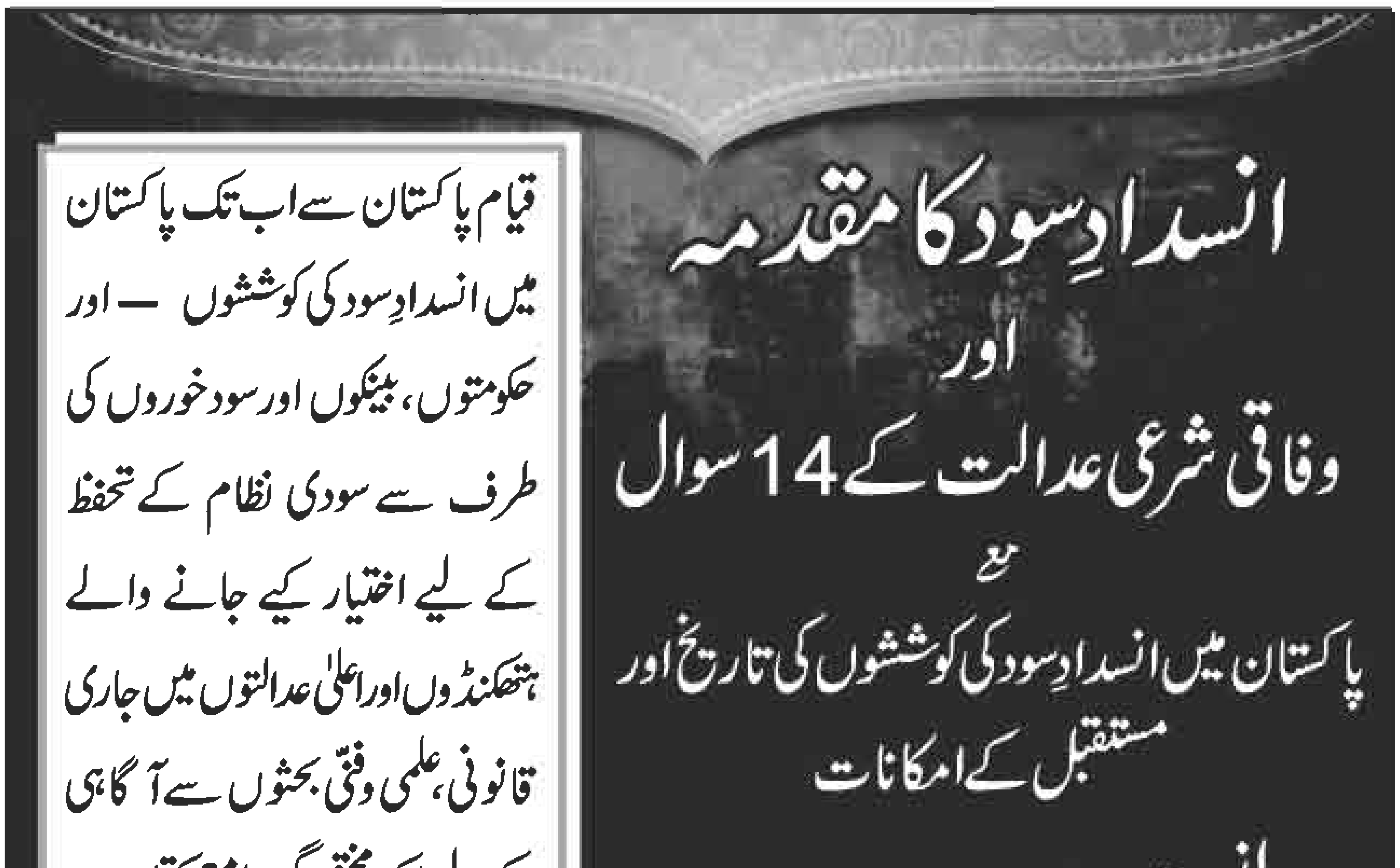

تنظیم اسلامی ساہیوال کے زیر اہتمام رمضان المبارک کے پروگراموں کی تفصیل

1۔استقبال رمضان: آغاز رمضان المبارک سے چار روز قبل ساہیوال شہر کے معروف صنعت کار جناب شیخ وحید منیجنگ ڈائریکٹر سلانٹی اینڈ بسکٹ فیکٹری کی رہائش گاہ پر استقبال رمضان کے سلسلے میں ایک پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کم وبیش ایک سو مرد اور ایک سو خواتین نے شرکت کی۔ شیخ وحید کی دعوت پر امیر تنظیم اسلامی ساہیوال جناب عبداللہ سلیم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں رمضان المبارک کے فضائل پر پُر مغز خطاب کیا۔

2۔دورۂ ترجمہ قرآن (خلاصہ مضامین): امیر تنظیم ساہیوال نے ڈاکٹر منیر آرتھوپیڈک سرجن کے ہسپتال میں تراویح میں تلاوت کئے گئے قرآن مجید کے خاص مضامین کا خلاصہ بیان کیا۔ تراویح اُن کے بیٹے حافظ معاذ نے پڑھائی۔ خطاب کا دورانیہ ڈیڑھ سے دو گھنٹہ پر محیط ہوتا تھا۔ روزانہ شرکاء کی اوسط حاضری (30) تیس افراد ہوتی تھی۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ 29 رمضان المبارک کو تکمیل دورۂ ترجمہ قرآن کے موقع پر جناب شیخ وحید (مذکورہ بالا) نے بھرے اجتماع میں یہ ریمارکس دیئے کہ وہ سودی کاروبار میں گردن تک ڈوبا ہوا تھا مگر جناب عبداللہ سلیم کے دروس سن کر انہوں نے توبہ کی اور ہر قسم کا سودی کاروبار ترک کر دیا۔

3۔خطابات جمعہ: مسجد قدس فرید ٹاؤن ساہیوال کی انتظامیہ کی دعوت پر امیر تنظیم ساہیوال نے رمضان کے دوسرے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ تعداد شرکاء کم وبیش 500 افراد تھی۔ رمضان المبارک کے تیسرے جمعہ کو امیر تنظیم ساہیوال نے مسجد بابری سوڑی گلی ساہیوال میں مفصل خطاب کیا جس میں تقریباً تین سو مرد اور دو سو خواتین شرکت کی۔

جمعۃ الوداع کا خطاب امیر تنظیم ساہیوال نے شہر کے مشہور دارالعلوم جامعہ رحیمیہ، فتح شیر کالونی ساہیوال میں کیا، جس میں حاضرین کی تعداد پانچ سو مرد اور دو سو خواتین تھیں۔

4۔رمضان المبارک کے خصوصی خطابات: 13 رمضان المبارک کو ناظم بیت المال، تنظیم اسلامی ساہیوال ڈاکٹر محمد عاصم اکرام کی رہائش گاہ پر افطاری کے پروگرام میں جناب عبداللہ سلیم، مقامی تنظیم کے تمام رفقاء اور شہر سے مدعو ڈاکٹر حضرات نے خصوصی شرکت کی جو تقریباً ساٹھ افراد سے متجاوز تھی۔ عبداللہ سلیم نے افطاری سے قبل قرآن اور رمضان کی روز قیامت انسان کے لیے شفاعت کے موضوع پر خطاب کیا۔ اسی طرح 25 رمضان المبارک کی شب ایک بجے تا سحری امیر تنظیم ساہیوال نے مسجد صفیہ ساہیوال میں خصوصی خطاب کیا۔

5۔25 رمضان المبارک کی شب امیر تنظیم ساہیوال نے جناب احسن حفیظ ایڈووکیٹ کی رہائش گاہ پر تکمیل قرآن کے سلسلے میں اجتماع سے خطاب کیا اور دعا کرائی۔ تعداد شرکاء مرد وزن پچاس (50) افراد تھی۔

27 رمضان المبارک کی شب میاں محمد یونس چیئرمین یوسف ٹینریز کی رہائش گاہ پر تکمیل قرآن کی تقریب میں امیر تنظیم ساہیوال نے خطاب کیا اور دُعا کرائی۔ 70 مرد اور 50 خواتین نے شرکت کی۔ 28 رمضان المبارک کی شب ایک پروگرام میاں لطیف منیجنگ ڈائریکٹر (Latif tannery) ساہیوال کی رہائش گاہ پر ہوا جس میں 50 مردوں اور 40 خواتین نے شرکت کی۔ یہاں بھی جناب عبداللہ سلیم نے خطاب کیا اور دُعا کرائی۔ 28 رمضان کی شب ہی تکمیل قرآن کا دوسرا پروگرام جناب ڈاکٹر امتنان کاشف کی رہائش گاہ پر ہوا جس میں تعداد شرکاء 60 مرد وزن تھی۔ جناب عبداللہ سلیم نے خطاب کیا اور دعا کرائی۔ تکمیل قرآن کا نمایاں ترین پروگرام 29 رمضان المبارک کی شب مسجد جامعہ رحیمیہ میں منعقد ہوا۔ اس میں 300 مرد اور 200 خواتین نے شرکت کی۔ امیر تنظیم ساہیوال نے بہت ہی جامع، موثر اور پُر مغز خطاب کیا۔ بعدازاں طویل دُعا کرائی۔ اسی شب دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیلی تقریب ہوئی جو تا دیر جاری رہی۔

6۔معمول کے دروسِ قرآن: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رمضان المبارک میں دیگر بھرپور مصروفیات اور موسم کی شدت کے باوجود معمول کے ہفتہ وار اور ماہانہ دروسِ قرآن بھی جاری رہے۔ اس میں (1) عبداللہ نعیم (بھائی امیر تنظیم ساہیوال) کے ہاں ہفتہ وار ترجمہ قرآن کی نشست ہوتی رہی۔ (2) مسجد العزیز واقع سول لائن ساہیوال میں ہفتہ وار درسِ قرآن کی نشست بعد نماز عصر تا مغرب ہوتی رہی۔ (3) میاں یونس کی رہائش گاہ واقع چرچ روڈ ساہیوال میں ہفتہ وار خطاب بعد نماز عصر تا مغرب ہوتا رہا۔ ہفتہ وار خطاب بعد از عصر تا افطاری جناب طمطراق شاہ کی رہائش گاہ واقع فرید ٹاؤن ساہیوال ہوتا رہا۔ مندرجہ بالا تمام دروسِ قرآن کا شرف جناب عبداللہ سلیم امیر تنظیم ساہیوال کو حاصل رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ اُن کی یہ تمام مساعی اپنی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرمائے اور ہمیں آئندہ بھی دین کی خدمت کے لیے ہمت، صحت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: جاوید اقبال)

حلقہ فیصل آباد کے زیر اہتمام دوروزہ دعوتی پروگرام

22 جولائی 2016ء کو بعد نماز مغرب حلقہ فیصل آباد کے امیر ملک احسان الٰہی نے اپنے رفقاء کے ساتھ دوروزہ پروگرام سینٹرل ملز مسجد ایوب کالونی جھنگ روڈ میں ترتیب دیا۔ پروگرام کا آغاز مقامی امیر کے شرکاء سے خصوصی خطاب سے ہوا۔ پچاس سے زائد افراد نے پروگرام میں شرکت کی۔

دوروزہ کے باقی پروگرام محترم رشید عمر کی زیر سرپرستی پایہ تکمیل کو پہنچے۔ جس میں رشید عمر اور فاروق نذیر نے دو دو مساجد میں خطاب کیا اور رفقاء کے ساتھ مختلف مارکیٹوں میں دعوتی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔

24 جولائی کو علی ہاؤسنگ کالونی میں ایک رفیق کی رہائش گاہ پر فہم دین پروگرام منعقد ہوا جس کے لئے شرکاء پروگرام نے بازار میں لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور انہیں تنظیم کی دعوت سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں غلبہ اسلام کے لئے چُن لیں۔

(رپورٹ: حافظ ارشد علی)

ضرورت رشتہ

☆سعودی عرب میں مقیم راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ایم اے سوشیالوجی، قد "5'.1 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:

00966534034100 (سعودی عرب)

0333-1223456 (پاکستان)

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆حلقہ لاہور شرقی کے رفیق نسیم اختر صدیقی طویل علالت کے بعد وفات پا گئے

☆ہفت روزہ ندائے خلافت کے ادارتی معاون فرید اللہ مروت کے دادا وفات پا گئے

☆تیمر گرہ، ملاکنڈ کے ملتزم رفیق اسرار عالم نثار کے بڑے بھائی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَادْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

تنظیمی اطلاعات

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ''سرجانی ٹاؤن'' میں اسرار الحق صدیقی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم سرجانی ٹاؤن میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 جولائی 2016ء میں مشورہ کے بعد اسرار الحق صدیقی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ''نارتھ ناظم آباد'' میں محمد فیصل الزمان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم نارتھ ناظم آباد میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 جولائی 2016ء میں مشورہ کے بعد محمد فیصل الزمان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ''نیو کراچی'' میں نوید مزمل کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم نیو کراچی میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21/ جولائی 2016ء میں مشورہ کے بعد نوید مزمل کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ بلوچستان کی مقامی تنظیم ''کوئٹہ'' میں خواجہ ندیم احمد کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ بلوچستان کی جانب سے مقامی تنظیم کوئٹہ میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21/ جولائی 2016ء میں مشورہ کے بعد خواجہ ندیم احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی، عقب 'ایڈمور' (Admor) پٹرول پمپ نزد سرصاحبزادہ پبلک سکول، پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور'' میں

مبتدی تربیتی کورس

21 تا 27 اگست 2016ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر تک)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

اور

امراء ونقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

26 تا 28 اگست 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر تک)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-9183623 091-2262902

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

Can we call the West 'successful'?

Our Muslim brothers and sisters living in the West often pose very thought provoking questions. Admittedly, the issues raised are of prime importance for any rational and critical mind. However, essentially, all questions carry a perceived notion of 'success' that the West has been able to achieve, if we look at things from the lens of 'life in this material world only' and hence, limited to the following pre-judgments:

1- That man has 'come into existence' for success and prosperity in this world and this world alone. The Hereafter does not matter.

2- That religion is just a hobby or at the most a set of rituals to be followed on the individual level only. In fact, the right to choose and follow religion rests with man alone.

3- That Pakistan, or any other 'Muslim' country, actually adheres completely to the laws and edicts as mentioned in the Qur'an and the Ahadith/Sunnah at all levels - the individual, the community and the state even today.

4- That the concept of a welfare state has been practiced by the West alone and that throughout history there has never been any other example, including during the era of the Prophet *(SAAW)* and the rightly guided Caliphs *(RA)* that followed him *(SAAW)*.

<u>The Qur'an, the Ahadith, the Sunnah and common sense all reject the above pre-Judgements. The reasons follow:</u>

Firstly, human beings have been created so that they could be tested in the life of this world and depending on how they live it here, they will be rewarded with heaven or punished with the Hellfire in the life after death. This is stated in many places in the Qur'an and is, in fact, the core around which all other dimensions of the life of a Muslim in this world must revolve. Therefore, knowing about good and bad extends beyond what is visible and perceivable. The real knowledge about good and bad boils down to:

1- There is one Allah *(SWT)*, the creator and we must submit to Him *(SWT)* alone.

2- True guidance needs the paradigmatic examples from the life of the Prophet *(SAAW)* and his companions *(RA)*.

3- Greater emphasis must be placed on the eternal 'good' in the Hereafter rather than the transient 'good' in this world, although both must be grasped and achieved.

4- An atheist or an agnostic, who does all the good charitable deeds in and for this world alone, would not benefit to the extent of even an iota from Allah *(SWT)* on the Day of Judgement, simply because he denies Allah's *(SWT)* whole system.

5- The Muslims of today, in general, are influenced on a mass scale by the culture of the region (Indian subcontinent for example) more than the culture of Islam. Moreover, there has been a lack of good, honest and responsible leadership in the Muslim world for at least two centuries or so. The bad, corrupt and irresponsible leadership influences the behavior of common men and women. When the role models of a nation make liberal/secular values as their motto to promote rather than promoting genuine religious teachings at the state level, then it impacts all and sundry.

Secondly, the impact of being involved in riba may appear to be benefiting the West, but as in all matter of life, a Muslim must realize that this life is a test, riba has been made *Haram* by Allah *(SWT)* and His messenger *(SAAW)* and the consequences in the Hereafter must be given priority. Even in terms of material world, the Capitalist system of riba-based banking has made the lives of people

mechanized. They wake up, go to work, come home, watch some television and go to sleep. The same miserable cycle is repeated day in, day out. The weekends and holidays are spent sleeping or celebrating! Where would one find time to pray and worship as it ought to be done in such a mechanical routine? The loftier purposes of life are totally forgotten. Above all, the Creator Himself *(SWT)* has declared riba to be prohibited (haram), in the same way He has prohibited alcohol or vulgarity or disbelief. So why judge a society on the basis of its worldly progress only, when what matters most is the Hereafter and avoiding the punishment there?

Thirdly, 'goodness' prevails in those societies where the law of the land is equitably, implemented swiftly and the whole machinery of the Justice system works fairly. Most of the West has a swift and fair system of Justice, albeit not in accordance with Islam. So, if a woman files a rape case, it is investigated independently and the trial is held fairly without bias. Justice is then served. When people know that justice will be served to all, irrespective of race or social status, they think twice before doing something wrong. The West has also put into place a system of educating ordinary people regarding 'good' and 'bad', based on their own moral-code. But because that moral-code is essentially secular and un-Islamic in nature, the consequences are catastrophic on the societal level. When the law declares that having extra-marital consensual sex or being homosexual is not a crime, then the fabric of the society and its building block – the family – starts to fall apart. Thus we see that teenage pregnancies are common in the West and the institution of marriage is gradually being replaced by contractual sexual partnerships.

Unfortunately, the Muslim world has stopped following the guidelines given by Islam for establishing a fair and just system of running the state since ages. We say and mostly want to follow the Islamic guidelines for life, but the state is of little or no assistance, the law is different for the poor and the rich/powerful and the culture surrounding us is mostly of an un-Islamic nature (such as vulgar TV shows, enticing the sexual instinct of people in ads etcetera). The net outcome is that Muslim countries contain Muslims as the majority of the population, yet they abide by secular laws; a disaster waiting to happen.

Finally, Muslims have stopped propagating the 'good' and resisting the 'evil', especially at the state level because of the fear of being branded 'terrorist and rogue states' by the West. Meanwhile, the West is waging its *'Jihad'* and *'Qit'al'* in many Muslim countries. Almost every American or Israeli knows how to use a gun. But as far as Muslims are concerned, the 'fear factor' of being labelled a 'terrorist' has become so deeply embedded in their collective psyche that most of them are unable to even hold a weapon. There was a time when basic military training was compulsory in all Muslim countries, including Pakistan, when citizens reached a certain age. But the bogus 'war on terror' has shifted the entire paradigm and now Muslims have been conditioned to quietly go to slaughterhouses like sheep.

<u>As a concluding note on the entire discussion, we would like to quote the following verses of the Qur'an:</u>

> "Say, [O Muhammad], "Shall we [believers] inform you of the greatest losers as to [their] deeds? [They are] those whose effort is lost in worldly life, while they think that they are doing well in work." Those are the ones who disbelieve in the verses of their Lord and in [their] meeting Him, so their deeds have become worthless; and We will not assign to them on the Day of Resurrection any importance. That is their recompense - Hell - for what they denied and [because] they took My signs and My messengers in ridicule."
>
> ***(Qur'an, 18:103-106)***

<u>Written by:</u> The Nida e Khilafat Team

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.31
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore